﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 12/مارچ 2010ء | 25/ربیع الاوّل 1431 ہجری قمری ❁ 12/امان 1389 ہجری شمسی | شمارہ 11

حُسنِ خُلق

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اَلْخُلُقُ وِعَاءُ الدِّیْنِ

حُسنِ خُلق دین کا برتن ہے

(کنزالعمال جلد3صفحہ 5کتاب الاخلاق باب فی الترغیب حدیث نمبر:5137)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی فطرتوں کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہیں۔ مخلص سعید الفطرت اور مستعد طبیعت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت میں ترقی کرتے ہیں اور شریر شرارت میں بڑھ جاتے ہیں۔

صحابہؓ کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا۔ مَیں یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہ مقدم کرلیں۔

’’اسی طرح پر انبیاء علیہم السلام کی خاصیت ہوتی ہے کہ مومن اور کافر ان کے طفیل سے اپنے کفر اور ایمان میں کمال کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ابوجہل کا کفر پورا نہ ہوتا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔ پہلے اس کا کفر مخفی تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اس کا اظہار ہو گیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدق بھی مخفی تھا جو اس وقت ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی دعوت کی۔ ایک نے اس دعوت کو قبول کیا اور دوسرے نے انکار کر دیا۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا(البقرۃ:11) انبیاء و رسل اس خباثت اور شقاوت کو جو ان کے اندر ہوتی ہے ظاہر کر دیتے ہیں۔ قرآن شریف نے انبیاء و رسل کی بعثت کی مثال مینہ سے دی ہے۔ وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُہٗ بِاِذْنِ رَبِّہٖ۔ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا(الاعراف:59)۔ یہ تمثیل اسلام کی ہے۔ جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی فطرتوں کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان کے ظہور کا یہ خاصّہ اور علامات ہیں کہ مخلص سعید الفطرت اور مستعد طبیعت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت میں ترقی کرتے ہیں اور شریر شرارت میں بڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب خبیث اور منکر گروہ نے شرارتیں کرنی شروع کیں اور دکھ اور ایذارسانی کے منصوبے کئے اس وقت معلوم ہوا کہ کیسی کیسی خبیث روحیں ہیں۔

ایک وہ لوگ تھے کہ انہوں نے آپؐ کی راہ میں سر کٹوا ڈالے۔ ان کے حالات اور واقعات کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ ان میں کیسا اخلاص اور ارادت تھی۔ فی الحقیقت ان کا اُسوہ، اُسوۂ حسنہ ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اگر کسی کا ایک ضرب سے سر نہیں کٹا تو اس کو شک ہوا کہ شہید نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کیسے فدا تھے۔ لکھا ہے کہ ایک صحابی نے اپنے مخالف کو ایک تلوار ماری۔ اس کے نہ لگی مگر اپنے لگی۔ دوسرے نے کہا کہ شہید نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور پوچھا کہ کیا شہید نہیں ہوا؟ آپؐ نے فرمایا: دو اجر ملیں گے۔ ایک یہ کہ دشمن پر حملہ کیا اور دوسرا اس لئے کہ اپنے آپ کو محض خدا تعالیٰ کے لئے خطرہ میں ڈالا۔ اس قسم کا ایمان ان لوگوں کا تھا۔ پس جب تک اس قسم کا اخلاص اور استقامت اللہ تعالیٰ کے لئے حاصل نہ ہو کچھ نہیں بنتا۔

مَیں یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہ مقدم کرلیں اور کوئی امر ان کی راہ میں روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال و جان کو ہیچ سمجھیں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کے کارڈ آتے ہیں۔ کسی تجارت یا اَور کام میں نقصان ہوا یا اَور قسم کا ابتلا آیا تو جھٹ شبہات میں پڑ گئے۔ ایسی حالت میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کس قدر دُور ہیں۔ غور کرو کیا فرق ہے صحابہؓ میں اور ان لوگوں میں۔ صحابہؓ یہ چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کریں خواہ اس راہ میں کیسی ہی سختیاں اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات میں نہ پڑتا اور اسے دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلاّتا تھا۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ ان ابتلاؤں کے نیچے خدا تعالیٰ کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است — زیر آں گنج کرم بنہادہ است

قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔ اسے کھول کر دیکھو۔ صحابہؓ کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا۔ صحابہؓ جس مقام پر پہنچے تھے اس کو قرآن شریف میں اس طرح پر بیان فرمایا ہے مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ (الاحزاب:24) یعنی بعض ان میں سے شہادت پا چکے ہیں اور انہوں نے گویا اصل مقصد حاصل کر لیا ہے۔ اور بعض ان انتظار میں ہیں کہ چاہتے ہیں کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہؓ دنیا کی طرف نہیں جھکے کہ عمریں لمبی ہوں اور اس قدر مال و دولت ملے اور یوں بے فکری اور عیش کے سامان ہوں۔ مَیں جب صحابہؓ کے اس نمونہ کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپؐ نے ان کی کایا پلٹ دی اور انہیں بالکل رُو بخدا کر دیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم۔

خلاصہ یہ کہ ہمارا فرض یہ ہونا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے جویا اور طالب رہیں اور اسی کو اپنا اصل مقصود قرار دیں۔ ہماری ساری کوشش اور تگ و دَو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے میں ہونی چاہئے۔ خواہ وہ شدائد اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہ رضائے الٰہی دنیا اور اس کی تمام لذّات سے افضل اور بالاتر ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ یہی شہادت نہیں کہ ایک شخص جنگ میں مارا جائے بلکہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لئے ہر دُکھ اور مصیبت اٹھانے کے لئے مستعد رہتا ہے اور اُٹھاتا ہے وہ بھی شہید ہے۔ شہید کا مقام وہ مقام ہے جہاں وہ اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھتا ہے اور مشاہدہ کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کی قدرتوں اور تصرفات پر وہ اس طرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کر لیتا ہے۔ جب اس حالت پر انسان پہنچ جاوے پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینا کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا بلکہ وہ اس میں راحت اور لذّت محسوس کرتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 421تا 423۔جدید ایڈیشن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے 119 ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لندن سے اختتامی خطاب ایم ٹی اے کے ذریعہ اکناف عالم میں نشر ہوا۔

نماز تہجد باجماعت کا اہتمام۔ درس القرآن وعلماء سلسلہ کی پُرمغز تقاریر۔ چھ زبانوں میں جلسہ سالانہ کی کارروائی کا رواں ترجمہ۔ کثیرالاشاعت اخبارات والیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ جلسہ سالانہ کی وسیع پیمانہ پر تشہیر۔ 27 ممالک کے 18000 سے زائد احباب جماعت کی شرکت۔

(رپورٹ مرتبہ:۔ سفیر احمد بھٹی، محمد سرور)

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ بھارت کا 119 واں جلسہ سالانہ، قادیان دارالامان میں مورخہ 26 تا 28 دسمبر 2009ء بروز ہفتہ، اتوار، سوموار اپنی عظیم روایات کے ساتھ نہایت ہی کامیابی سے ذکر الٰہی اور پرسوز دُعاؤں کے ماحول میں منعقد ہوا۔ دسمبر میں پنجاب کے علاقہ میں شدید سردی کی لہر ہوتی ہے اور ہندوستان کے ساؤتھ زون کے لوگ اس قسم کی سردی کے بالکل عادی نہیں ہوتے۔ مگر اس شدید سردی کے باوجود یہ عشاقِ رسولؐ ومحبانِ مسیحؑ طویل سفر طے کر کے قادیان دارالامان میں ہزاروں کی تعداد میں تشریف لائے۔

پہلا دن

مورخہ 26 دسمبر 2009ء:

صبح ٹھیک 10 بجے محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے لوائے احمدیت لہرایا اور اجتماعی دُعا کروائی۔۔

افتتاحی اجلاس: خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے تاریخی جلسہ سالانہ قادیان 2009ء کے پہلے روز افتتاحی تقریب محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان کی صدارت میں عمل میں آئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد صدر اجلاس نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اس جلسہ کو منعقد کرنے کی غرض وغایت بیان کی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مورخہ 25 دسمبر کے بیان فرمودہ خطبہ جمعہ کی طرف توجہ دلائی۔

افتتاحی اجلاس کی پہلی تقریر محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ نے ''ہستی باری تعالیٰ'' کے عنوان پر فرمائی۔ دوسری تقریر محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ناظم ارشاد وقفِ جدید قادیان نے بعنوان ''سیرت حضرت مسیح موعودؑ، اہل بیت سے آپؑ کی محبت اور معترضین کے مختلف اعتراضات کے پس منظر میں'' کی۔

پہلے دن کا دوسرا اجلاس

پہلے دن کا دوسرا اجلاس نماز ظہر وعصر کے بعد ٹھیک اڑھائی بجے زیرصدارت مکرم ومحترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان، شروع ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد اس دوسرے اجلاس کی پہلی تقریر محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے بعنوان ''سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم'' (تعلق باللہ کی روشنی میں) کی۔

محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم ناظر اصلاح وارشاد قادیان نے بعنوان ''برکات خلافت'' تقریر کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دائمی خلافت کے بارہ میں پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا۔

اس اجلاس میں امسال نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے لکھوائے مقالہ کے انعامات تقسیم کئے گئے۔

سیمینار وقف نو بھارت

نماز مغرب وعشاء کے بعد ایک خصوصی سیمینار وقف نو بھارت زیرصدارت محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان وچیئرمین وقف نو بھارت مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ اس میں محترم ناظر صاحب تعلیم، محترم قمر سلیمان صاحب وکیل وقف نو ربوہ۔ مکرم انچارج صاحب وقف نو بھارت۔ زونل امراء کرام انچارج مبلغین وسرکل انچارج صاحبان زونل ولوکل سیکرٹریان وقف نو نے شرکت کی۔

دوسرا دن

مورخہ 27 دسمبر 2009ء:

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی صبح ٹھیک دس بجے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید ربوہ کی زیرصدارت شروع ہوئی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم مولانا عنایت اللہ صاحب منڈاشی نائب ناظر اصلاح وارشاد قادیان نے بعنوان ''ختم نبوت کی حقیقت'' کی۔

دوسری تقریر محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت نے بعنوان ''اسلامی جہاد کی حقیقت'' کی۔

محترم مولانا محمد عمر صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن وقف عارضی قادیان نے بعنوان ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پیدا کردہ انقلاب'' تقریر کی۔

بعدہ مکرم اویس احمد صاحب کوبایاسی صاحب آف جاپان نے (جو قرآن کریم کے جاپانی ترجمہ کی نظرثانی کررہے ہیں) بزبان جاپانی تعارفی تقریر کی۔ آپ نے اپنے قبول احمدیت کے دلچسپ واقعات سنائے۔

☆...... اس کے بعد Time TV کے پروڈکشن ہیڈ جناب رنبیر سنگھ صاحب سندھو نے جلسہ سالانہ کی مبارکباد پیش کی۔

☆......اس کے بعد سردار پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ ممبر پارلیمنٹ نے تمام شاملین جلسہ سالانہ کو مبارکباد دی اور جلسہ میں شامل ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔

دوسرے دن کا دوسرا اجلاس

دوسرے دن دوسرا اجلاس زیرصدارت محترم مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ ٹھیک اڑھائی بجے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم ونظم کے بعد محترم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نائب ناظر اصلاح وارشاد نے بعنوان ''اسلام اور امن عالم'' بزبان پنجابی تقریر کی۔

آپ کی تقریر کے بعد جلسہ میں شامل معززین میں سے چند ایک نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان کے اسماء اس طرح ہیں۔ (1) صدر آر ایس ایس اُتر پردیش واتراکھنڈ (2) جناب سوامی آدیش پوری جی جو صوبہ ہماچل کے ضلع کانگڑہ میں خدمت خلق کے کام کررہے ہیں (3) جناب گیانی گوربچن سنگھ جی، ہیڈ اکال تخت امرتسر (4) جناب سردار سیوا سنگھ سیکھواں، ایم ایل اے حلقہ کاہنوان و کیبنٹ منسٹر پنجاب (5) جناب محمد افضال صاحب، صدر مسلم راشٹریہ منچ بھارت۔ (6) جناب سنت بابا جسپال سنگھ صاحب، ہیڈ بھائی کنہیا ٹرسٹ لدھیانہ (7) جناب چودھری جے ڈی سنگھ جی، صدر شری کرشن جنم اشٹمی کمیٹی جالندھر (8) جناب سنت بابا دیپ سنگھ جی، صدر پنجاب نہنگ دل (9) جناب سنت بابا سنتوکھ سنگھ جی (10) جناب گوریندر پال سنگھ گورا، ممبر شیرومنی گوردوارہ پربھندک کمیٹی امرتسر۔

تمام مقررین نے جماعت کے اس روحانی جلسہ میں شامل ہونے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جماعت کے تمام کاموں مذہبی رواداری اور غرباء کی خدمت کی بہت بہت سراہنا کی۔ تمام مندرجہ بالا معززین کی خدمت میں بطور تحفہ شالیں پیش کی گئیں۔

تیسرا دن

مورخہ 28 دسمبر 2009ء

تیسرے دن کا پہلا اجلاس صبح ٹھیک 10 بجے محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان ''سیرت صحابہؓ (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ) مکرم مولانا برہان احمد صاحب ظفر ناظر نشرواشاعت قادیان نے کی۔

دوسری تقریر محترم مولانا جلال الدین صاحب نیّر ناظر بیت المال آمد قادیان نے بعنوان ''جماعت احمدیہ کا مالی نظام'' کی۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر محترم مولانا سلطان محمود صاحب ناظر خدمت درویشان ربوہ نے بعنوان ''صداقت حضرت مسیح موعودؑ'' فرمائی۔

اختتامی اجلاس

تیسرے دن کا دوسرا اور اختتامی اجلاس زیر صدارت محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ قادیان ٹھیک دو بجے شروع ہوا۔

تقاریر نمائندگان

(1) مکرم کمال یوسف صاحب امیر ومشنری انچارج ناروے۔ آپ نے ناروے میں جماعتی ترقیات کا تذکرہ فرمایا (2) جناب سنگھ بابا دلجیت سنگھ صاحب، سماج سیوک فرید نگر (3) حضرت بابا نانکؒ کی سولھویں پشت کی اولاد میں سے چولہ بابا نانک کے والی وارث جناب سنت بابا سکھدیو سنگھ صاحب بیدی گھمان (4) مہنت رام پرکاش داس صاحب صدر وشو ہندو پریشد شمال ہندوستان۔ (5) جناب کرم جیت سنگھ سراں ڈپٹی کمشنر گورداسپور۔ (6) سکھوندر سنگھ صاحب SDM بٹالہ۔ ان تمام معززین نے جماعت کے بھائی چارہ کی تعلیم وغرباء کی مدد کو بہت سراہا۔ تمام مندرجہ بالا معززین کی خدمت میں بطور تحفہ شالیں پیش کی گئیں۔

خطاب حضور انور:

پروگرام کے مطابق جلسہ قادیان 2009ء کا اختتام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے ہونا تھا۔ اس کے لئے لندن میں ایک خصوصی تقریب کا انتظام طاہر ہال میں کیا گیا۔ اس کارروائی کو دکھانے کیلئے مردانہ وزنانہ جلسہ گاہ قادیان میں بڑی سکرینیں نصب کی گئیں تھیں۔

بعد دوپہر ٹھیک چار بجے حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الفتوح میں تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حاضرین جلسہ سے بصیرت افروز خطاب فرمایا جو کہ پون گھنٹہ تک جاری رہا جس کو تمام دنیا میں بذریعہ ایم ٹی اے سنا اور دیکھا گیا۔ (حضور انور کے اس پر معارف تاریخی خطاب کا خلاصہ الفضل انٹرنیشنل کے 15 جنوری کے شمارہ میں صفحہ 2 پر شائع ہو چکا ہے) اس کے بعد حضور انور نے دُعا کروائی اور فلک بوس نعروں کے ساتھ جلسہ بڑی شان کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

☆......جلسہ کے تمام اجلاسات میں متفرق احباب کو تلاوت کرنے اور نظمیں پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

☆...... 23 دسمبر 2009ء تا یکم جنوری 2010ء قادیان کی درج ذیل مساجد، مسجد اقصیٰ، مسجد دارالانوار، مسجد ناصر آباد، مسجد نور میں نماز تہجد اور درس القرآن کا سلسلہ جاری رہا۔

☆......شعبہ پریس اینڈ میڈیا کی کوششوں کے نتیجہ میں 22 اخبارات کے نمائندگان نے شرکت کی اور روزانہ 22 اخبارات میں تفصیلاً حضور انور اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹوز کے ساتھ خبریں شائع کیں۔ اسی طرح 8 ٹی وی چینل کے نمائندگان نے شرکت کی۔ ٹائم ٹی وی میں متعدد مرتبہ جماعت احمدیہ کے تعارف پر مبنی ڈاکومینٹری دکھائی گئی۔ اسی طرح دوسرے چینلوں نے بھی جلسہ کی کوریج نشر کی۔ الحمدللہ کہ دہلی

باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر84

80 کی دہائی میں بیعت کرنے والے بعض مخلص عرب (9)

مہا دبوس صاحبہ

پچھلی قسط تک ہم نے محترمہ مہا دبوس صاحبہ کی بیعت تک کے واقعات کے علاوہ ان کو تبلیغ کرنے والی احمدی عورت کے بارہ میں کچھ تفصیل اور واقعات کا خلاصہ پیش کیا تھا۔ بیعت کے بعد مہا دبوس صاحبہ کی زندگی کا سب سے کٹھن مرحلہ شروع ہوا جس کی تفصیل انہی کی زبانی کچھ یوں ہے:

احمدیوں کے ساتھ پہلی نماز عید

میری بیعت کے چار دن بعد عید الأضحیٰ تھی۔ مَیں عید کی نماز پڑھنے کے لئے جب اسلام آباد پہنچی تو اتنی تعداد میں افرادِ جماعت دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں مختلف ممالک کے دورہ پر تشریف لے گئے تھے اور عید کی نماز مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے پڑھائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور کلام کے حوالے سے بتایا کہ محض لباسِ جدید زیب تن کر لینے اور خوشبو لگا لینے اور اچھے اچھے کھانے کھا لینے کا نام عید نہیں ہے بلکہ یہ قربانیوں کی یاد دلانے والی عید ہے اور ہمیں ان قربانیوں کو یاد کر کے خود کو بھی ایسی قربانیاں کرنے کے لئے تیار کرنا چاہئے۔ پھر آپ نے شہید کابل حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید صاحب کا ذکر خیر کیا۔ یہ سن کر مجھے پہلی دفعہ احساس ہوا کہ خطبہ کے الفاظ و معانی میرے دل میں اترتے جا رہے ہیں۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ احمدیت اسلام کی راہ میں کس طرح کی عظیم قربانیاں پیش کر رہی ہے۔

اس واقعہ کو سن کر مجھے اپنے ضمیر کے سامنے سخت ندامت کا سامنا کرنا پڑا کہ ایک یہ لوگ ہیں جو احمدیت کو قبول کر کے جانوں کی قربانیاں دے رہے ہیں اور غیر معمولی ثبات اور استقامت دکھا رہے ہیں اور ایک مَیں ہوں جو محض مخالفت کے ڈر سے پریشان ہوں اور اپنے احمدی ہونے کا اعلان بھی کرنے میں متردد ہوں۔ اس وقت میرے دل سے دعا نکلی کہ اے خدا میرا سب کچھ اس راہ میں فدا ہے، تو مجھے قبول فرما لے اور اپنے سچے دین کی تبلیغی مہمات میں مجھے بھی حصہ ڈالنے کی توفیق عطا فرما۔ اس وقت میرے جسم کا ذرہ ذرہ قربان ہونے کے لئے بیقرار ہو گیا اور مَیں اپنا دل و دماغ، اپنے احساسات اور اپنے تمام قویٰ کو اس راہ میں مسخر کرنے کے لئے بے چین ہو گئی۔ یہ 14/جولائی 1989ء کا دن تھا اور مَیں سمجھتی ہوں کہ مَیں نے حقیقی بیعت اسی دن ہی کی۔ کیونکہ بیعت کا اصل معنی تو یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کا اور اپنی ہر چیز کا خدا تعالیٰ سے سودا کر دے اور اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کی جنتوں کا امیدوار ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (التوبۃ: 111) یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے نفوس اور اموال کا سودا کر لیا ہے اور ان کے بدلہ میں انہیں جنت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

مخالفت کی بادِ سموم

اس دن میرے اندر ایک عجیب ہمت پیدا ہو گئی اور مَیں مزید صبر نہ کر سکی لہذا اسی شام اپنے خاوند کو اپنی بیعت اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کے بارہ میں بتا دیا۔ یہ بات انہیں کسی طور بھی قابل قبول نہ ہوئی۔ انہوں نے مجھے طلاق دینے اور میرا چھ سالہ اکلوتا بیٹا چھیننے کی دھمکی دی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور اس کی عطا کردہ ہمت کی وجہ سے یہ دھمکیاں میرے عزم صمیم کو ذرہ برابر بھی متزلزل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

خاوند کی طرف سے مایوس ہونے کے بعد مَیں نے مصر جا کر اپنے والدین اور اہل خاندان کو حق کی طرف بلانے کا پروگرام بنایا۔ مَیں بڑی پُر امید تھی اور مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے 65 سال قبل میرے دادا مغرب سے طب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اہل علاقہ کی جسمانی بیماریوں کے علاج اور شفا کی خوشخبری لے کے گئے تھے اسی طرح مَیں بھی ان کے لئے روحانی بیماریوں سے شفا کا پیغام لے کے جا رہی تھی۔ مَیں انہیں بتانے کیلئے بے چین تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہدایت کا سورج مغرب سے طلوع ہو گیا ہے۔ لیکن ان کی طرف سے مخالفت دیکھ کر مجھے شدید دھچکا لگا، زیادہ دکھ اور افسوس اس بات کا تھا کہ میرے اپنے والدین جن کی مَیں چہیتی بیٹی تھی آج میری مخالفت میں سب سے آگے تھے۔ ہوا یوں کہ میرے مصر پہنچنے سے قبل انہیں میرے قبول احمدیت کا پتہ چل چکا تھا جس کی بنا پر انہوں نے احمدیت کے بارہ میں علماء ازہر سے پوچھا تو انہوں نے جماعت کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا۔ لہذا انہوں نے میری کوئی بات نہ سنی اور اسی وقت مجھ سے جماعت چھوڑنے کا مطالبہ کیا۔ مَیں نے اپنے والد صاحب سے کہا کہ آپ جج ہیں اور مَیں آپ کو ایک عادل منصف اور قاضی سمجھتی ہوں، ایک جج کا کام اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ صرف ایک فریق کی بات سن کر ہی فیصلہ صادر نہ کیا جائے، بلکہ دوسرے فریق کا موقف بھی ضرور سن لینا چاہئے۔ لیکن میرے والد صاحب پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اور وہ مجھ سے ایک لفظ بھی سننے پر آمادہ نہ ہوئے۔

والدین سے مایوس ہو کر مَیں نے اپنے رشتہ داروں کو قائل کرنا چاہا لیکن ان کا موقف بھی میرے والدین کے موقف سے مختلف نہ تھا۔ اس کے بعد مَیں نے اپنی ان سہیلیوں کو بات سمجھانے کی کوشش کی جو کہ مجھے بہت عزیز تھیں کیونکہ ان کے ساتھ میرا بچپن اور جوانی کے ایام گزرے تھے، مجھے امید تھی کہ وہ میری بات سنیں گی۔ لیکن انہوں نے بھی میری بات سننے سے انکار کر دیا۔ حتی کہ ان میں سے میری عزیز ترین سہیلی کے خاوند نے مجھے کہا: تم اپنی تمام سہیلیوں میں اچھی اور سب سے عقل مند اور سمجھدار تھی حتی کہ ہم سب تمہاری عقلمندی اور سمجھداری کی مثال دیا کرتے تھے۔ لیکن تم یہ کیا کر بیٹھی ہو؟ ہمیں بہت افسوس ہے کہ ہم نے تجھے کھو دیا؟

علماء کی جہالت

اسی مخالفت کے طوفان میں میرے والدین اور عزیز رشتہ داروں نے میری بات تو نہ سنی لیکن سب نے مل کر جامعہ الأزہر کے بعض علماء کو بلا کر مجھے اپنی سنانے اور احمدیت سے ہٹانے کی کوشش کی۔ لیکن ان کی کوئی بات، اور کوئی دلیل مجھے میرے راستہ سے ذرہ برابر بھی ہٹانے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ ان مولویوں میں سے ایک کی مثال یہاں بیان کر دیتی ہوں کہ جب کئی گھنٹوں کی گفتگو کے بعد اس نے دیکھا کہ میری رائے میں کچھ فرق نہیں آیا بلکہ مَیں پوری شدت کے ساتھ اپنے عقائد پر قائم ہوں اور ان کی سچائی کے دلائل دے رہی ہوں تو وہ غصہ میں آ گیا اور نہایت ہی خسیس انداز میں بولا کہ اگر تم عورت ذات نہ ہوتی تو مَیں تمہارا سر پھاڑ دیتا۔ اب تک تو میرا حسن ظن تھا کہ یہ علماء ہیں اور لوگوں کو حکمت، موعظہ حسنہ اور دلیل و برہان سے قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن مجھے شدید تعجب ہوا کہ یہ مولوی تو سر پھاڑنے کی باتیں کر رہا تھا۔ میرے خیال میں اس سے بڑی جہالت کی بات مَیں نے کسی عالم کے منہ سے نہیں سنی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ:

واللہ نحن المسلمون بفضلہ
ولکن نزا جھل علی العلماء

یعنی خدا کی قسم ہم تو اس کے فضل سے حقیقی مسلمان ہیں لیکن علماء پر تو جہالت ہی غالب آئی ہوئی ہے۔

خدائی تائید و نصرت اور حفاظت کا ہاتھ

الغرض میرے گھر والوں، عزیز و اقارب اور سہیلیوں وغیرہ میں سے کسی نے میری باتوں کو جہالت کا نام دیا تو کسی نے حماقت سے تعبیر کیا، کسی نے میرے قبول احمدیت کے اقدام کو اپنے دین سے خیانت کہا اور کسی نے اسے میرا جنون قرار دیا۔ گو ظاہری صورت میں مَیں نے بڑے صبر اور حوصلہ سے یہ سب باتیں برداشت کیں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ ان مخالفت کی آندھیوں کے سامنے تنِ تنہا ڈٹ جانے میں میرا کوئی بھی کمال نہ تھا۔ یہ محض خدا تعالیٰ کی خاص عطا اور اس کا فضل تھا کہ اس نے ان حالات میں مجھے صبر اور طاقت عطا فرمائی، اسی نے اپنی مدد و نصرت کے نظارے دکھا دکھا کر مجھے اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم کیا۔ اس سلسلہ میں متعدد امور میں سے مَیں ایک رؤیا کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ مَیں نے ان دنوں میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک بڑے اجتماع کے لئے جمع ہیں اور جب شام کے وقت اجتماع ختم ہو گیا تو سب لوگ اپنا بستر لے کر سونے کے لئے چلے گئے۔ جب سب چلے گئے تو مَیں نے محسوس کیا کہ صرف مَیں ہی رہ گئی ہوں جسے بستر نہیں ملا چنانچہ مَیں کوئی بستر اور رات بتانے کیلئے کسی مناسب جگہ کی تلاش میں سرگرداں پھرتی اور سوچتی رہی کہ میرے لئے نہ تو بستر میسر ہے نہ رات بتانے کو کوئی جگہ۔ ایسے میں مجھے محسوس ہوا کہ ایک بہت بڑے اور مضبوط ہاتھ نے مجھے پکڑ کر اٹھا لیا ہے۔ اور مجھے ایسے لگا کہ جیسے کسی نے مجھے اپنی گود میں لے لیا ہے۔ اس وقت میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ مَیں خدا تعالیٰ کی گود میں آ گئی ہوں۔

اس قسم کے رؤیا کے بعد بھی کیا میرے دل میں کسی قسم کا ضعف، خوف، یا دنیا کی طرف میلان کا رجحان رہ سکتا تھا؟ میرے ذہن میں اس رؤیا کی یہی تعبیر آئی کہ میری ناز و نعم کی زندگی کے وسائل تو ختم ہو جائیں گے اور مجھے اکیلے ہی سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن خدا تعالیٰ کی نصرت و مدد اور حفاظت ہر آن میرے شامل حال رہے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ:

جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے

مشت غبار اپنا تیرے لئے اڑایا

مصر میں میرے گھر والوں نے میری بات سننے سے انکار کر دیا اور تعلق توڑنے کے درپے ہو گئے، عزیز و اقارب نے چھوڑ دیا اور سہیلیوں اور بچپن کی عزیز ترین ساتھیوں نے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی۔ مجبورًا اس گھٹن کے ماحول سے نکل کر مجھے واپس لندن آنا پڑا جہاں اس سے بھی بڑے امتحان میرے منتظر تھے۔ میرے خاوند نے قبول احمدیت کے ''جرم'' میں مجھے طلاق دے دی اور مَیں اپنے ہی گھر میں اجنبی ہو گئی۔ ابھی اسی صدمے میں تھی کہ ایک اور مصیبت گری جب مجھ سے میرا اکلوتا لخت جگر بھی چھین لیا گیا۔ ان دو واقعات کے بعد میرے گھر میں میرے لئے رہنے کی جگہ نہ رہی اور صرف چند ضروری چیزیں لے کر مجھے اس گھر سے نکلنا پڑا۔ باہر کا حال بھی گھر سے کچھ مختلف نہ تھا، وہ اس طرح کہ مَیں اسلامی پردہ کی پابندی نہیں کرتی تھی لیکن احمدیت قبول کرنے کے بعد مَیں نے اسلامی پردہ کی بھی مکمل پابندی شروع کر دی، اس کی سزا مجھے کام سے فراغت کی صورت میں ملی۔

لیکن خدا تعالیٰ نے میرے دل میں اپنی ایسی محبت اور ایسا عشق ڈال دیا تھا کہ میرے سامنے ان ساری مادی اشیاء کی حیثیت کچھ بھی نہ تھی۔ خدا اور اس کی رضا ہی میرا سرمایہ بن گئی جس کی بناء پر میرے لئے دنیاوی نقصانات بے معنی ہو گئے۔ ان حالات میں مَیں اکثر اس آیت کو دہراتی رہتی تھی:

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿التوبۃ: 24﴾

کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہارے اَزواج اور تمہارے قبیلے اور وہ اموال جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس میں گھاٹے کا خوف رکھتے ہو اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ پیارے ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے۔ اور اللہ بدکردار لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

مشت غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
جب سے سنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے

حقیقت یہ ہے کہ مَیں یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ مَیں نے بہت کچھ کھویا اور بہت بڑی قربانی دی کیونکہ سبھی کچھ جب خدا کا ہے تو اس کو اسی کی طرف لوٹانے سے کیا معرکہ مار لیا؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بالمقابل مجھے ایمان اور روحانی طور پر بہت عظیم نعمتیں عطا فرمائیں جن کا کچھ بھی بدل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ میں اس وقت ایسی خوشی اور خوش بختی محسوس کر

رہی تھی کہ جس کا لطف زندگی میں کبھی نہ پایا تھا۔

محترم ملک خلیل الرحمٰن صاحب کا ذکر خیر

میرے خون کے رشتہ دار تو کنارہ کش ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلہ میں احمدیت کا خاندان عطا فرما دیا جنہوں نے ہر طرح سے میری مدد کی۔ مکرمہ حفیظہ صادقہ بھٹی صاحبہ اس مدد میں پیش پیش رہیں اور مجھے کتب اور انگریزی زبان میں ترجمہ شدہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطبہ جات ارسال کرتی رہیں۔ چونکہ رہائش کے اعتبار سے میرا تعلق ریڈنگ جماعت سے تھا اس حوالے سے میرا تعارف ملک خلیل الرحمٰن صاحب سے ہوا جو اس جماعت کے صدر تھے۔ نیز انگریزی زبان میں حضور رحمہ اللہ کے خطبات کے مترجم بھی۔ اس مشکل وقت میں انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے بھی میرا بہت خیال رکھا اور اپنے علم اور تجربات سے میری بہت مدد کی۔ فجزاھم اللّٰہ خیرًا فی الدنیا والاٰخرۃ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات

بیعت کے بعد کچھ عرصہ حضور رحمہ اللہ صد سالہ جوبلی کی تقریبات کے سلسلہ میں دوروں پر رہے، اور کچھ میرے حالات ایسے رہے جن میں مجھے مصر بھی جانا پڑا اور پھر کئی قسم کی پابندیوں کا سامنا بھی رہا جس کی وجہ سے بیعت کے بعد 9 ماہ تک حضور انور کی ملاقات سے محروم رہی۔ جس کا مجھے بہت افسوس تھا۔ تاہم اس دوران حضور انور کی خدمت میں خطوط لکھتی رہی۔ بالآخر انتظارِ بسیار کے بعد مجھے حضور انور سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ یہ ملاقات نہایت عظیم الشان تھی۔ جب میری نظر خلیفۂ وقت کے چہرہ مبارک پر پڑی تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کا یہ درخت اور یہ ثمر اپنی ذات میں جماعت کی احمدیہ کی مکمل تصویر اور آیت استخلاف کی مجسم صورت ہے۔ آپؒ نے فرمایا: مجھے ایسے لگتا ہے کہ مَیں آپ کو پہلے سے جانتا ہوں اور آپ نئی نہیں بلکہ پیدائشی احمدی ہیں۔ دراصل یہی میرا بھی شعور تھا۔ مَیں تو یہ خیال کرتی تھی کہ احمدیت جیسے میرے خون میں موجود تھی۔

اس ملاقات میں حضور انور نے پوچھا کہ کیا آپ کو شعر اچھے لگتے ہیں؟ مَیں نے نفی میں جواب دیا اور عرض کیا کہ مَیں تو انجینئر ہوں مجھے کنکریٹ اور لوہے کے سوا اور کسی چیز کی سمجھ نہیں آتی۔ آپ ہنس دیئے اور مزید کچھ نہ فرمایا۔

بعد میں مجھے پتہ چلا کہ حضور انور تو خود بہت اچھے شاعر ہیں، لیکن ملاقات میں شاید حضور کا اشارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہزاروں عربی اشعار کی طرف تھا۔ چونکہ اس وقت تک مَیں نے زیادہ تر جماعت کی انگریزی کتب کا ہی مطالعہ کیا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی و فارسی اور اردو کتب اور اشعار کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا اس لئے ایسا جواب دینے کی غلطی ہوگئی۔ لیکن بعد میں جب ان کتب کا مطالعہ کیا اور حضور علیہ السلام کے خدا تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی محبت میں عربی اشعار پڑھے تو حضور رحمہ اللہ کو دیا ہوا جواب یاد کر کے شدید ندامت ہوئی۔ اس غلطی کا اور اپنی جہالت کا کسی قدر تدارک مَیں نے اس طرح کیا کہ بعد میں مسجد فضل میں بچوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر ترنم کے ساتھ پڑھنے کی کلاس لیتی رہی نیز بعض قصائد کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کی سعادت پائی۔

چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

حضور انور سے ملاقات کے چند ماہ بعد میرے والدین مجھے ملنے برطانیہ آئے۔ دراصل وہ آخری بار مجھے سمجھانے اور واپس لانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ دوسری طرف مَیں نے ان کے یہاں آنے کو غنیمت جانا اور اپنی سرتوڑ کوشش شروع کردی کہ کسی طرح یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات پر آمادہ ہو جائیں۔ بالآخر مَیں نے انہیں کہا کہ حضور انور ہومیوپیتھی کے ماہر بھی ہیں اس لئے آپ صرف ان سے اپنی بیماری کی دوا لینے کی غرض سے ہی ملاقات کرلیں۔ میرے اصرار پر انہوں نے رضامندی کا اظہار کردیا۔ جب ملاقات کیلئے حاضر ہوئے تو مسجد پہنچنے پر میرے والد صاحب نے کار سے نیچے اترنے سے انکار کردیا۔ چنانچہ مَیں نے اجازت لے کر گیٹ کھلوایا اور گاڑی مسجد کے احاطہ میں پارک کر دی۔ ملاقات کے لئے جانے سے قبل بھی مَیں نے آخری کوشش کی لیکن والد صاحب نے کہا کہ وہ بہت تھکان محسوس کررہے ہیں اور گاڑی سے اتر کر حضور کے دفتر تک نہیں جاسکتے۔

جب مَیں اپنی والدہ کے ساتھ حضور انور کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئی تو آپ نے کچھ دیر کے بعد میرے والد صاحب کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جب مَیں نے یہ عرض کیا کہ وہ گاڑی میں ہیں اور یہاں نہیں آسکے تو آپ فورًا کھڑے ہو گئے اور فرمایا: آپ کی گاڑی کہاں ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ حضور انور کے دفتر کے بیرونی دروازہ کے پاس ہے۔ آپ نے دروازہ کھولا اور گاڑی تک جا پہنچے، آپ نے آگے بڑھ کر میرے والد صاحب کو سلام کیا، ان کی صحت کے بارہ میں کچھ دریافت فرمایا اور پھر دوبارہ سلام کے بعد دفتر واپس تشریف لے آئے۔ میرے والد صاحب کے بارہ میں فرمایا کہ ان کی بیماری کا علاج ممکن ہے لیکن کسی قدر لمبا ہے۔ آپ نے میری والدہ صاحبہ کو بھی شوگر کی دوا عطا فرمائی۔ مَیں یہ سب ماجرا ایک ایسے شخص کی طرح دیکھ رہی تھی جس کو اپنے حواس پر کوئی اختیار نہ رہا ہو۔ میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ خلیفۂ وقت انکساری کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ مجھ جیسی ادنیٰ احمدی کے ایسے باپ کو خود ملنے کے لئے بھی جا سکتے ہیں جو ان سے ملنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

میری والدہ نے تو چند روز دوا استعمال کر کے چھوڑ دی، لیکن میرے والد صاحب نے استعمال کرنے سے انکار کر دیا لہذا شفا سے بھی محروم رہے۔ میری والدہ ایک لمبے عرصہ سے بڑے الحاح کے ساتھ والد صاحب کی شفا کے لئے دعا کیا کرتی تھیں۔ آج ان کی ساری دعائیں قبول ہو گئی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی بیماری کی دوا بھی ارسال فرمادی تھی لیکن انہوں نے خود اسے ٹھکرا دیا لہذا استفادہ سے محروم رہے۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞۞۞

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح
اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

جماعت احمدیہ لائبیریا (Liberia) کے نویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

نمائندہ صدر مملکت لائبیریا کی شمولیت۔

غیر احمدی ائمہ اور چرچ لیڈرز کے خیر سگالی پیغامات

(رپورٹ: نوید احمد عادل۔ مبلغ سلسلہ لائبیریا)

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ لائبیریا کو امسال اپنا جلسہ سالانہ مورخہ 18 اور 19 دسمبر 2009ء کو منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ جلسہ شاہ تاج احمدیہ سکول منروویا میں منعقد ہوا۔

خطبہ جمعہ میں مکرم محمد زکریا صاحب قائمقام امیر و مشنری انچارج نے احباب کو جلسہ کی اہمیت کے بارہ میں بتایا۔ جلسہ کا باقاعدہ آغاز سہ پہر تین بجے لوائے احمدیت اور لائبیریا کے قومی پرچم لہرانے سے ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد قائمقام امیر صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے جلسہ کی اہمیت بیان کی۔ اس کے بعد اس سیشن کی دوسری تقریر "اسلام کے دفاع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمات" کے موضوع پر خاکسار نوید احمد عادل نے کی۔ خاکسار نے بتایا کہ آنحضرتؐ کے ذریعہ تکمیل دین تو ہو چکی لیکن دین اسلام کا اصل غلبہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہونا مقدر ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریری و تحریری طور پر زندہ نشانوں کے ذریعہ عظمت اسلام بیان کی۔

اگلی تقریر مکرم حاجی اسمٰعیل کونے صاحب معلم سلسلہ نے کی جو "پیشگوئیاں دربارہ آمد مسیح و مہدی" کے موضوع پر تھی۔ جس میں آخری زمانہ کی پیشگوئیاں اور ان کا پورا ہونا بیان کیا۔

اس کے بعد آنریبل فومبا کانے صاحب (Hon. Fomba Canneh) سینٹر لوفا کاؤنٹی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ احمدیت اسلام کو مضبوط کرنے کے لئے آئی ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو قبول کرنے کی طرف توجہ کریں اور جماعت کی طبی و تعلیمی خدمات کو سراہا۔

اس سیشن کی آخری تقریر آج کے مہمان خصوصی آنریبل موسر ڈگلے (Hon.Moris Dukley) سابق وزیر برائے صدارتی امور کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ عیسائیت اور اسلام میں کچھ قدریں مشترک ہیں اس لئے ہمیں مل جل کر زندگی گزرانی چاہئے۔ انہوں نے جماعت کی امن پسندی کی بھی تعریف کی۔

اس افتتاحی سیشن کے بعد نمازیں ادا کی گئیں اور نمازوں کے بعد مجلس سوال و جواب کا آغاز ہوا جو رات بارہ بجے تک جاری رہا۔

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد باجماعت سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن دیا گیا۔ اس کے بعد دس بجے اختتامی اجلاس کی کارروائی مکرم محمد جے عنان صاحب نائب امیر لائبیریا کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم منصور احمد ناصر صاحب نے "خلافت احمدیہ قرآن مجید کی روشنی میں" کے موضوع پر کی۔ آپ نے قرآن مجید کی سورۃ النور کی آیت استخلاف کے حوالے سے بتایا کہ خلافت کا وعدہ ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط ہے۔ اور یہ وعدہ صرف جماعت احمدیہ کے ساتھ ہی پورا ہو رہا ہے۔

دوسری تقریر "امن کے قیام میں آنحضرتؐ کی کوششیں" کے عنوان سے تھی جس میں خاکسار نے قرآن مجید کی آیات اور آنحضورؐ کے اسوہ سے ثابت کیا اسلام کس طرح دوسرے مذاہب کے انبیاء کی تکریم کی تعلیم دیتا ہے۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر "انسانیت کے لئے جماعت احمدیہ کی خدمات" کے موضوع پر مکرم عبدالرحمٰن Massaqui صاحب نے کی اور لائبیریا میں تعلیمی و طبی خدمات اور فلاحی منصوبوں کا تعارف پیش کیا۔

اس کے بعد آج کی مہمان خصوصی مادام ایلن جونسن سرلیف (Ellen Jihnson Sirleaf) صدر مملکت لائبیریا کی تھی لیکن وہ اپنی مصروفیت کی وجہ سے خود تشریف نہ لا سکیں بلکہ ڈپٹی منسٹر آف انفرمیشن کو بطور نمائندہ بھجوایا جنہوں نے صدر مملکت کی طرف سے خیر سگالی کا پیغام ساری جماعت کو پہنچایا اور جماعت احمدیہ کی طبی تعلیمی و دیگر خدمات کو سراہا۔ اس کے بعد مختلف تنظیموں کی طرف سے خیر سگالی کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔

آخر میں قائمقام امیر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں بدرسوم کے خلاف جہاد کو عام کرنے پر زور دیا۔ اس کے ساتھ ہی اختتامی دعا ہوئی جس کے بعد یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

۞۞۞۞۞۞

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا / پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا!
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا / ناگہاں غیب سے یہ چشمہ اصفٰی نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے / جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں / مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

(درثمین اردو)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

ہم احمدیوں کو یقین ہے کہ غلبہ انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کا ہی ہونا ہے اور ہونا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ذریعہ سے ہی ہے۔

اسلام کے اس پیغام کو جو زندگی کا پیغام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام صادق کی بیعت میں آکر دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کریں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 19 رفروری 2010ء بمطابق 19 رتبلیغ 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ -

ایک لفظ حَسِیْب ہے جس کے معنی لغات میں لکھے ہوئے ہیں، کہ حساب کرنے والا یا حساب لینے والا۔ کافی اور حساب کے مطابق بدلہ لینے والا۔ یہ تمام خصوصیات کامل طور پر تو دنیا کے کسی انسان میں نہیں پائی جاسکتیں۔ اگر ان باتوں میں کوئی کامل ذات ہوسکتی ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت اَلْحَسِیْب ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس میں یہ بیان کردہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں اور وہی ہے جو ہماری مختلف حالتوں کے پیشِ نظر اپنی اس صفت کا حسبِ ضرورت اظہار فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کئی آیات میں اس صفت کا اظہار فرمایا ہے۔ اس وقت مَیں چند آیات پیش کروں گا جن میں اللہ تعالیٰ کے اَلْحَسِیْب ہونے کی صفت کا اظہار مختلف احکامات کے ساتھ یا تنبیہ کرتے ہوئے ہوا ہے۔

سب سے پہلے سورۃ نساء کی آیت نمبر 87 پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا ۔اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا(النسآء : 87)۔ اور اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لوٹا دو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

اس آیت میں اسلامی احکامات کا ایک ایسا بنیادی حکم دیا گیا ہے جو نہ صرف اپنوں سے اچھے تعلقات کی ضمانت ہے بلکہ غیروں کے ساتھ تعلقات کے لئے اور ان تعلقات میں وسعت پیدا کرنے کے لئے ایک بیمثال نسخہ ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات کے اظہار کی نہ صرف تلقین فرمائی بلکہ فرمایا کہ اگر ملنے پر ایک شخص تمہارے لئے نیک جذبات کا اظہار کرے۔ تمہیں سلام کہے۔ ایک ایسی دعا تمہیں دے جو تمہاری دین و دنیا سنوارنے والی ہو تو تمہارا بھی فرض ہے کہ اس سے بڑھ کر اظہار کرو اور فرمایا کہ یہ تمہارا ایک ایسا اخلاقی اور معاشرتی فرض ہے کہ اگر اس کو انجام نہیں دو گے تو خدا تعالیٰ کے سامنے تمہیں اس کا جواب دینا ہوگا۔ یہ خوبی صرف اسلام میں ہے کہ ایک دوسرے سے ملنے کے وقت ایسے بامقصد الفاظ کے ساتھ جذبات کا اظہار ہے اور ایک دوسرے سے ملنے پر السلام علیکم کہنے کا حکم ہے کہ تم پر سلامتی ہو۔ یعنی تم ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے محفوظ رہو۔ اب یہ دعا ایسی ہے کہ اگر دل کی گہرائی سے دوسرے کو دی جائے تو پیار، محبت اور بھائی چارے کے جذبات ابھرتے ہیں۔ تمام قسم کی نفرتیں دُور ہوتی ہیں۔ اسی طرح جسے سلام کیا جائے اسے حکم ہے کہ تم ان سلامتی کے الفاظ کا ان جذبات کا بہتر رنگ میں جواب دو اور بہتر شکل کیا ہے۔ یہ کہ جب انسان وعلیکم السلام کہتا ہے تو اس کے لئے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی کہے کہ تم پر اللہ کی رحمتیں بھی ہوں اور برکتیں بھی ہوں۔ یا فرمایا کہ کم از کم اتنا ہی اظہار کر دو جتنا تمہیں سلام میں پہل کرنے والے نے کیا ہے تو یہ عمل تمہیں جزا پہنچائے گا۔ پس یہ ایک ایسا اصول ہے جو معاشرے میں امن پیدا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے زور سے اور بڑی شدت سے مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ سلام کو رواج دو۔

(صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب افشاء السلام حدیث نمبر 6235)

اور صحابہ اس بارہ میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارہ میں اتنا خیال رہتا تھا اور کس طرح آپ سلام کے رواج کے لئے صحابہ کی تربیت فرماتے تھے، اس کا اظہار بعض احادیث سے ہوتا ہے۔

حضرت کلدہؓ بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ مجھے صفوانؓ بن امیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ، ہرن کے بچے کا گوشت اور ککڑیاں دے کر بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ تحفہ دے دو۔ مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلا اجازت اور بغیر سلام کہے چلا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے باہر جاؤ۔ پھر السلام علیکم کہہ کر اندر آنے کی اجازت مانگو تو پھر تم اندر آسکتے ہو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب کیف الاستئذان حدیث 5176)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں سوچا کہ چھوٹا ہے اگر اندر آ گیا تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ فوری تربیت فرمائی کہ اعلیٰ اخلاق ابتدا سے ہی بچوں کے ذہنوں میں پیدا کرنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بلا اجازت کسی کے گھر میں نہیں جانا۔ ہمیشہ اجازت لے کر جانا چاہئے۔ دوسرے اجازت کا بہترین طریق جو ہے وہ سلام کرنا ہے۔ ایسے طریق سے اجازت چاہو جس سے محبت کی فضا پیدا ہو۔ جس سے ایک دوسرے کے لئے تمہارے دل سے دعائیں نکلیں اور تمہیں بھی دعائیں ملیں اور یہ آپس میں دعاؤں کا سلسلہ چلے۔ جب ایک سلام کرنے والا دوسرے کو سلام کرتا ہے تو دوسرے شخص کی طرف سے بھی وہی سلام لوٹایا جاتا ہے۔ تو یہ دعاؤں کا سلسلہ ہے۔

پھر آپ نے صحابہؓ کی مجبوری کے پیشِ نظر جب صحابہ کو بازار میں بیٹھنے کی اجازت دی تو راستے کے جو حقوق ہیں ان میں اس حق کے حکم کی بھی خاص طور پر تلقین فرمائی کہ پھر آنے جانے والوں کو سلام کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب قول اللہ تعالیٰ "یا ایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا ...... حدیث نمبر 6229)

اس پر کیوں اتنا زور ہے؟ اس لئے کہ مومن ایک دوسرے کے امن کی ضمانت ہے۔ اگر مسلمان غور کریں تو اسلام کی امن قائم کرنے والی تعلیمات میں سے یہی ایک حکم ہی امن، پیار اور محبت کی ضمانت بن جاتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بھول کر مسلمان ہی مسلمانوں کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔

صحابہؓ اس کا کس طرح خیال رکھا کرتے تھے۔ ایک دن ایک صحابی دوسرے صحابی کے پاس آئے اور کہا آؤ بازار چلیں۔ بازار گئے اور چکر کاٹ کر لوگوں کو مل کر واپس آ گئے۔ کچھ خریدا نہیں۔ چند دنوں بعد پھر پہلے والے صحابی دوسرے صحابی کے پاس آئے کہ چلو بازار چلیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر تو کچھ خریدنا ہے تو پھر تو جاؤ اور اگر پچھلی دفعہ کی طرح تم نے چکر کاٹ کر ہی واپس آنا ہے تو اس کا فائدہ کیا؟ تو پہلے صحابی نے جواب دیا کہ مَیں تو اس لئے جاتا ہوں کہ بازاروں میں دوسروں کو سلام کروں۔ ان کو دعائیں دوں اور ان سے دعائیں لوں۔ اور سلام کو رواج دینے اور پھیلانے کے حکم پر عمل کروں۔

(المؤطا ۔ کتاب السلام باب جامع السلام حدیث 1793۔ دار الفکر بیروت، طبع دوم 2002ء)

تو یہ تھا صحابہ کا حال کہ چھوٹے چھوٹے حکموں پر ایک فکر سے عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے اور بڑھ کر جواب دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہی چیز ہے جو ہمارے اندر بھی ہمارے معاشرے میں بھی امن اور پیار کی فضا پیدا کرے گی۔ ایک دوسرے کے

جذبات کی طرف توجہ دلائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تمہارے خیر سگالی کے جذبات اور امن کا پیغام پہنچانے کے اس عمل کی جزا دے گا۔ یہ ایسی چیز ہے جس کی تمہیں جزا ملے گی۔ اگر محبت سے بڑھے ہوئے ہاتھ کو پکڑو گے، اگر دعاؤں کا جواب دعاؤں سے دو گے تو جزا پاؤ گے۔ اگر اس کو رڈ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کا حساب لوں گا۔

اس زمانہ میں اب اس کا ایک دوسرا رخ بھی ہم دیکھتے ہیں۔ سلامتی اور امن کی ضمانت بن کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے۔ آپ نے دنیا کی سلامتی اور حقیقی عمل کے لئے، دنیا کی خیر سگالی کے لئے بڑے درد سے اپنے لٹریچر میں اپنی کتب میں پیغام دیا ہے۔ لیکن عموماً دنیا نے، جس میں مسلمان بھی ایک بڑی تعداد میں شامل ہیں، اس کا نہ صرف جواب نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف بجائے اچھا تحفہ لوٹانے کے دشنام طرازیوں اور گالیوں سے بھرپور وار آپ کی ذات پر کئے۔ باوجود آپ کے یہ کہنے کے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور تمہاری بھلائی کے لئے بھیجا گیا ہوں، تمہیں خدا تعالیٰ سے ملانے کے لئے بھیجا گیا ہوں، غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا کی بھلائی کے لئے پیغام لائے تھے۔ اس کو ماننے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پورا کرنے کے مصداق بنتے۔ زمانہ کے امام کو بھی سلام پہنچاتے اور ان نیکیوں کو پھیلانے میں زمانہ کے امام کی مدد کرتے جو آنحضرتؐ نے قائم فرمائے اور اسلام کے غلبہ کے دن قریب لانے میں مددگار بنتے۔ لیکن اس کی بجائے، اس کے بالکل برعکس نام نہاد علماء کے پیچھے چل کر قرآن کے حکموں کو عامۃ المسلمین بالکل بھول گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بھی بھول گئے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ نہ صرف بھول گئے بلکہ سلامتی کے مقابلے میں شدّت پسندی کا مظاہرہ کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس پیغام کی ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ کس طرح آپ کے اندر درد تھا۔ آپ کس طرح لوگوں کی خیر سگالی اور لوگوں کی ہمدردی چاہتے تھے۔

آپؑ فرماتے ہیں:۔

”آج میں نے اتمامِ حجت کے لئے یہ ارادہ کیا ہے کہ مخالفین اور منکرین کی دعوت میں چالیس اشتہار شائع کروں تا قیامت کو میری طرف سے حضرتِ احدیت میں یہ حجت ہو کہ میں جس امر کے لئے بھیجا گیا تھا اس کو میں نے پورا کیا۔ سو اب میں بکمال ادب و انکسار، حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیاں و پنڈتان ہندوان و آریان یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ انہی معنوں سے میں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں۔ میں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں۔ اور میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دور کر دوں اور پاک اخلاق اور بُردباری اور حلم اور انصاف اور راست بازی کی راہوں کی طرف اُن کو بلاؤں۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے۔ اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا، اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا، اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں“۔

(اربعین نمبر 1، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 345-343)

یہ دیکھیں آپ نے کس عاجزی سے دنیا کے امن اور سلامتی کے لئے دنیا کی بھلائی کے لئے جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔ دنیا کے حق کو پہچاننے کے لئے کس درد کا آپ نے اظہار فرمایا ہے تا کہ وہ تباہی سے بچیں۔ پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا (النسآء: 87) کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کس طرح ان مخالفین کا حساب لیتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات نہ ماننے والے ہیں بلکہ صرف بات نہ ماننے والے ہی نہیں بلکہ مخالفت میں بڑھے ہوئے ہیں اور حکومتیں بھی اس میں شامل ہیں۔ لیکن اگر مسلمان غور کریں اور جن مشکلات اور آفات سے گزر رہے ہیں اور بعض جگہ ذلّت و رسوائی کا بھی انہیں سامنا ہے۔ یہ بات ضرور خوف پیدا کرے گی بشرطیکہ غور کرنے کی عادت ہو اور عقل بھی ہو کہ کہیں اس دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ نے حساب لینا تو شروع نہیں کر دیا؟ باوجود خیرِ اُمّت ہونے کے ہم غیروں کے آگے ہاتھ پھیلانے والے بن گئے ہیں۔ اور اس وجہ سے اسلام مخالف قوتیں مسلمانوں سے اور مسلمان حکومتوں سے اپنی مرضی کی باتیں منواتی چلی جا رہی ہیں۔

ہم احمدیوں کو یہ تو یقین ہے کہ غلبہ انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کا ہی ہونا ہے اور ہونا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ذریعہ سے ہی ہے۔ لیکن مسلمانوں کو شدت سے توجہ دلانا بھی احمدیوں کا کام ہے۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ مسیح محمدی کے اس عاجزی اور امن اور سلامتی کے پیغام کو سمجھیں۔ مسیح محمدی کے نیک جذبات اور پیغام کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں بڑھ کر ان جذبات کو لوٹائیں اور لوٹانا یہی ہے کہ مسیح محمدی کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری ہو۔ اور یہ جیسا کہ میں نے کہا صرف اس صورت میں ممکن ہے۔ اور کامل اطاعت بھی اس صورت میں ہوگی جب اس کی جماعت میں شامل ہوں گے۔ پھر دیکھیں کہ مسلمانوں کو کس قدر طاقت ملتی ہے؟ پھر دیکھیں کہ ان کا کھویا ہوا وقار کس طرح قائم ہوتا ہے؟ اور اسلام کا محبت اور بھائی چارے کا پیغام کس تیزی سے دنیا میں پھیلتا ہے؟ اور جب یہ ہوگا تو یہ مسلمانوں کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم خیر سگالی کے پیغام کو جو آپ دنیا کی بھلائی کے لئے لے کر آئے تھے، اس کے اعلیٰ رنگ میں پھیلانے کی کوشش ہوگی۔ کاش کہ مسلمان اس نکتہ کو سمجھیں۔ اور ہم اسلام کے اس پیغام کو جو زندگی کا پیغام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق کی بیعت میں آ کر دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کریں۔ یہ ہمارا ہی فرض بنتا ہے اور یہی ہماری ذمہ داری ہے کیونکہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے اس شدت سے درد رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس بات کو بیان فرمایا ہے اور سورۃ توبہ کی ایک آیت میں فرمایا: لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ التوبہ :128) کہ یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو۔ (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس اس آیت میں مومنوں اور غیر مومنوں دونوں کے لئے آپ کے نیک جذبات کا ذکر فرمایا گیا۔

میں نے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو اقتباس پڑھا تھا۔ وہ اصل میں اپنے آقا و مطاع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ایک جذبات کا اظہار تھا۔ یہاں دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انسانیت کے لئے درد اور نیک جذبات کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح بیان فرمایا ہے۔ غیر مسلموں اور کفار کو بھی فرمایا کہ یہ بات اس رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت صدمہ کا باعث بنتی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان نہ لانے والوں کو مشکلات میں دیکھتے ہیں۔ باوجود اس کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں کو تکلیفیں پہنچانے، مارنے، قتل کرنے، کھانا پانی بند کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ان بیوقوفوں کے لئے، ان ظالموں کے لئے ان کی تکلیف میں اس طرح جوش مارتا ہے جس طرح ایک ماں کا دل اپنے بچے کو تکلیف میں دیکھتا ہے۔ کسی بھی قسم کی زیادتیاں اور سختیاں جو کفار کی طرف سے بجالائی جاتی رہیں۔ اس نے اس دلی ہمدردی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے دور نہیں پھینک دیا۔ یہ ہمدردی کا جذبہ ہی ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کافروں کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ اے کافرو اور منکرو! یہ دلی ہمدردی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

کا جذبہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے لئے فکر میں رکھتا ہے کہ کاش تم لوگ سیدھے راستے کی طرف آجاؤ اور ہدایت پا جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ جاؤ۔

پس یہی جذبہ آج کل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو ماننے والوں کی جماعت کا ہونا چاہئے کہ نہ صرف ایک لگن سے غیروں کو پیغام پہنچانے کی کوشش کریں بلکہ خاص خاص دعاؤں سے اپنی ان کوششوں کو ثمر آور ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی جماعت میں آنا ہماری ایک بہت بڑی خوش قسمتی ہے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق سلامتی اور خیرسگالی کے جذبات زمانہ کے امام کو پہنچانے والے ہیں۔ اور اس لحاظ سے اُن مومنوں میں شامل ہیں جو اپنے آقا کی سنت پر چلتے ہوئے دنیا کی ہمدردی میں نیکی کے راستے دکھانے والے ہیں۔ ان کو سیدھے راستے دکھانے کی کوشش میں ہیں اور اس مقصد کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنے والے ہیں۔ ایک احمدی کا جان، مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عہد اسی مقصد کے لئے ہے۔ دین کی وجہ سے آج اگر کوئی گھر سے بے گھر ہے تو وہ احمدی ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا کہ تمہارے سے زیادہ ظلم سہنے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمدردی کے جذبات سے بھرے ہوئے تھے۔ اس لئے تم بھی کبھی اپنے اندر مخالفین کے لئے نفرتوں کے الاؤ نہ جلانا۔ کیونکہ تم زمانے کے امام پر ایمان لانے کی وجہ سے اُن لوگوں میں شامل ہو گئے ہو جن کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کی تھیں اور تا قیامت حقیقی مومنوں کو یہ دعائیں پہنچتی رہیں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے زمانہ کے مومنوں کے لئے رؤوف و رحیم نہیں تھے بلکہ آپ کی اندھیری راتوں کی دعائیں تا قیامت حقیقی مومنوں کو پہنچنے والی تھیں۔ اور ان دعاؤں سے حصہ لینے کے لئے اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق ہمیں بھی آپس میں مہربانی کے سلوک کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اور مہربانی کا سلوک کرنا چاہئے۔ اور صرفِ نظر کرتے ہوئے، ہمیں اپنے بھائیوں کے لئے عفو اور رحم کے نمونے دکھانے ہوں گے تا کہ اُس معاشرہ کے قیام کی کوشش کر سکیں جس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے اور ظلّ اللہ بنتا ہے پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ میں کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ۔ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 341 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

فَاتَّبِعُوْنِیْ کے حکم کے تحت اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق ہمارا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ اس سوچ اور جذبات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں اور دنیا کو فیض پہنچانے کی حتی المقدور کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آخری آیت میں پھر بیان فرمایا ہے کہ اے نبی! تیرا ہمدردی کرنا، تیرا پیغام پہنچانا، نہ ماننے والوں پر، کفار پر اگر کوئی اثر نہیں ڈالتا اور اپنی زیادتیوں اور ظلموں اور استہزاء میں اگر وہ بڑھتے رہیں اور تیری باتوں کو توجہ سے نہ سنیں اور اس کی طرف توجہ نہ دیں، پیٹھ پھیر کر چلے جائیں تو تُو کہہ دے اللہ مجھے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (التوبۃ: 129)۔ پس اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو کہہ دے میرے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس انکار کا اور منہ پھیر کر چلے جانے والوں کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما دیا ہے۔ کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اور مذاہب کی تاریخ یہی بتاتی ہے کہ نہ ماننے والے، منہ پھیر کر چلے جانے والے ہی آفات اور تباہی کا منہ دیکھتے ہیں۔ انبیاء کو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کے لئے تو اللہ کافی ہوتا ہے۔ وہ تو خدائے واحد کے نمائندہ ہوتے ہیں اور اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نمائندہ ہیں۔ اور آپ خاتم الانبیاء ہیں جن پر شریعت کامل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام بھی لگایا گیا کہ نعوذ باللہ آپ اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کا جواب ریکارڈ کر دیا کہ مجھے تو کوئی ضرورت نہیں۔ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ وہ عرشِ عظیم کا ربّ ہے اور مَیں اپنے تخت کے لئے نہیں بلکہ اس عرشِ عظیم کے ربّ کے تخت کے قائم کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ مَیں اپنی کسی طاقت کے اظہار کے لئے تمہیں اپنی طرف نہیں بلا رہا بلکہ اس خدا کی طرف بلا رہا ہوں جو عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔ مَیں تو اس ربّ العالمین کا عاشق ہوں۔ مجھے دنیا کی عارضی بادشاہتوں سے کیا؟ نہ عرب میں، نہ کہیں اور مجھے کسی جگہ بھی دنیا کی حکومت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مَیں تو خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں اور وہی قائم کروں گا۔ کیونکہ وہ حکومت جو دنیا میں قائم ہو گی تو میری حکومت خود بخود قائم ہو جائے گی۔ لیکن دنیاوی تختوں پر نہیں بلکہ مومنین کے دلوں پر قائم ہو گی۔ اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح آپ کی حکومت لوگوں کے دلوں پر قائم ہوئی۔ اور کس طرح آج اس زمانہ میں مسیح محمدی کے ذریعے دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرما رہا ہے؟ اور آج مسیح محمدی کے ماننے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور جس طرح ہمارے آقا نے فرمایا تھا کہ حَسْبِيَ اللّٰهُ کہ میرے لئے اللہ کافی ہے، یہی نظارے اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور تمام تر مخالفتوں کے باوجود حَسْبِيَ اللّٰهُ کی ایک نئی شان ہم دیکھتے ہیں۔ اور یہ سب اس لئے ہے کہ ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو ہی آگے پھیلانے والے ہیں۔ اسی شریعت کو آگے پھیلانے والے ہیں جو آپؐ لائے تھے۔ اسی قرآن کریم کے حکموں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پھیلانے والے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تھا تا کہ دنیا میں پیار، محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہو تا کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا پر یقین قائم کرے، تا کہ دنیا میں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہو اور سلامتی کی فضا ہر طرف قائم ہو۔ اور اس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعودؑ اس زمانے میں تشریف لائے تھے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں''۔ (یعنی اپنی حالت میں ایسی تبدیلیاں پیدا کر کے دنیا کو دکھاؤں کہ اس طرح ایک صحیح مومن ہوتا ہے۔ صرف باتوں سے نہ ہو۔ اور یہی چیز ہے جو ہر احمدی میں پیدا ہونی چاہئے کہ اس کی صرف باتیں نہ ہوں۔ تبلیغ کے ساتھ اس کی اپنی حالت بھی ایسی ہو کہ یہ نظر آئے کہ حقیقی مومن بننے کی کوشش کی جا رہی ہے)۔

فرمایا: ''اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اَب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے''۔

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس اہم مقصد کے حصول کے لئے تمام تر صلاحیتیں اور استعدادیں بروئے کار لانے والے ہوں۔ دنیا کے خوف ہم سے دور رہیں اور دنیا کی لالچیں ہم سے دور رہیں۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہم کوشش کرتے چلے جائیں جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ آئے تھے اور جس کو ابھی مَیں نے بیان کیا ہے۔ اور حَسْبِيَ اللّٰهُ اور عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ہمیشہ ہمارے پیشِ نظر رہے۔ آمین

بقیہ: جلسہ سالانہ قادیان از صفحہ 2

اور لکھنؤ سے بھی پریس کے نمائندگان آئے۔ بعض اخبارات نے جلسہ کے موقع پر ''جلسہ سالانہ قادیان سپلیمنٹ'' شائع کئے جن میں شرائط بیعت، جلسہ کی اغراض و مقاصد، جماعت احمدیہ کی ترقیات، حضرت محمد ظفر اللہ خان صاحب اور ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی خدمات پر مبنی مواد شائع ہوا۔

☆...... دار الضیافت کے علاوہ دو مزید لنگر خانے جاری رہے۔

☆...... امسال مہمانوں کے لئے اکثر پختہ قیامگاہیں عمارت جدید لائبریری، دفاتر نشر و اشاعت، سرائے وسیم، ہال لجنہ اماء اللہ، عمارت جدید پریس میں انتظام کیا گیا تھا۔ البتہ خیمہ جات اندرون کے تحت احمدیہ کالونی کے عقب میں خیمہ جات نصب کئے گئے تھے۔

☆...... نور ہسپتال قادیان کے علاوہ جلسہ گاہ کے باہر متعدد جگہوں پر طبی امداد کی سہولت رہی۔

☆...... باوجود شدید سردی کے اللہ کے فضل و کرم سے اس جلسہ سالانہ کی حاضری 18 ہزار سے زائد تھی۔ اس جلسہ میں دنیا کے 27 ممالک کے نمائندگان شریک ہوئے۔ اس جلسہ کی حاضری اس لحاظ سے بھی اہم تھی کہ امسال فروری کے ماہ میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ پھر جلسہ سالانہ قادیان 2008ء جو ماہ دسمبر میں ہونا تھا وہ اس سال ماہ مئی 2009ء کے آخر میں منعقد ہوا۔ پھر ذیلی تنظیموں کے مرکزی اجتماعات ماہ اکتوبر میں تھے جن میں مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے صدران کا انتخاب عمل میں آنا تھا اس لئے بھی کثیر تعداد میں احباب جماعت اور عہدیداران جماعت بھارت کے طول و عرض سے تشریف لائے تھے۔ غرض اس لحاظ سے امسال چار مرتبہ قادیان میں احباب جماعت بھارت کو لمبے سفر اختیار کرنے پڑے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جلسہ سالانہ کے فیض سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کی مساعی

دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے دنیا بھر میں بیشمار ادارے اور تنظیمیں کام کررہی ہیں اور ہر سال کروڑوں ڈالر مشکلات اور آفات میں گھرے ہوئے مصیبت زدہ لوگوں کی نجات کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں، اُن کا جذبہ اور ہمت قابل ستائش ہے۔ اِنہی دیوہیکل تنظیموں اور اداروں میں بظاہر ایک چھوٹا سا ادارہ دنیا کے 30 ممالک میں رجسٹرڈ ہیومینٹی فرسٹ بھی ہے جو اِن میں شامل بھی ہے اور اپنی انفرادیت کی وجہ سے الگ بھی۔ یہ اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے جس کی انتظامیہ پر کوئی خرچ نہیں آتا۔ یہاں سب لوگ رضا کارانہ کام کرتے ہیں اور کوئی کارکن کام کرنے کے لئے معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ اِس طرح سے عطیات کا تقریباً 93 فی صد حصہ فلاحی کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اسلام اور احمدیت کی تعلیمات کے عین مطابق یہ بے نفس روحیں ملکوں ملکوں پیار محبت کی جوت جگاتی رہتی ہیں۔ اِن کاموں کے لئے جس سرمائے کی ضرورت ہے اُس کا ایک ذریعہ ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کے زیرِاہتمام ہرسال منعقد کیا جانے والا عشائیہ ہوتا ہے۔

5/نومبر 2009ء کی شام چھ اور ساڑھے چھ بجے کے دوران داخلی دروازہ پر ہر طبقہ فکر کے لوگوں کی گہما گہمی تھی، خواتین و حضرات بڑی مستعدی سے اپنی اپنی باری پر عطیات کے ڈسک پر نظر آرہے تھے۔ تاکہ لوگوں کو ہیومینٹی فرسٹ سے متعارف کیا جاسکے اور ساتھ ساتھ اس فلاحی تنظیم کی مالی اعانت بھی کی جاسکے۔ بہت سے دوست پہلے ہی میزیں بک کروا چکے تھے۔ ہال کے اندر داخل ہونے پر پتہ چلا کہ ڈیڑھ ہزار مرد و زن اپنے مصیبت زدہ بھائیوں اور بہنوں کی مدد کو آئے ہیں۔

اس مالی اعانت کے عشائیہ میں مختلف مکاتب فکر کے لوگوں، ممبر پارلیمنٹ، انڈیا کے سفارت کاروں کے علاوہ کینیڈین میڈیا نے شرکت کی۔

چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ کی تعارفی تقریر

تقریب کا باقاعدہ آغاز کھانے سے قبل تقریباً ساڑھے سات بجے دُعا سے ہوا جو محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا نے کروائی۔ اجتماعی دُعا کے بعد چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نے مہمانوں سے ہیومینٹی فرسٹ کا تعارف کروایا اور اس کی کارگزاریوں کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ آپ نے بتایا کہ سال 2009ء ہمارے لئے ایک بہت ہی مصروف سال تھا اِس دوران ہیٹی (Haiti) میں سیلاب زدگان کی امداد اور بنگلہ دیش کے طوفان کی تباہ کاریوں کے بعد امدادی کام جزائر فجی اور نیوزی لینڈ میں زلزلہ زدگان کی مدد کا ذکر کیا۔ بنگلہ دیش میں پناہ گاہوں کی تعمیر کے پراجیکٹ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بلایا کہ ایسے 20 گھر تعمیر کئے گئے ہیں۔ آپ نے کچھ سلائڈز بھی دکھائیں اور بتایا کہ انہوں نے خود ڈھاکہ شہر سے 16 گھنٹے میں کشتیوں، گاڑیوں اور کچھ پیدل سفر طے کرکے دور دراز گاؤں میں ہیومینٹی فرسٹ کے تحت تعمیر ہونے والے گھروں کا معائنہ کیا۔

آپ نے ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ Haiti میں اُس پل کی تعمیر کا ذکر بھی کیا جو وہاں کے لوگوں کا باقی دنیا سے رابطہ کا واحد راستہ بن گیا ہے۔ پھر آپ نے فلپائن میں زلزلہ میں امدادی سرگرمیوں میں پیش آنے والی مشکلات اور رابطہ کے فقدان کا ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح ہیومینٹی فرسٹ وہاں مدد کے لئے پہنچ پائی۔ آپ نے کہا کہ دنیا میں ایک بلین سے زائد لوگ پینے کے صاف پانی کے لئے ترس رہے ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ سارے افریقہ میں اِس پراجیکٹ پر کام کررہی ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا اب تک 8 کنوئیں افریقہ میں لگا چکی ہے۔ فوڈ بنک کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کینیڈا میں غریب بچوں اور خاندانوں کے گھروں تک خوراک پہنچانے کے پروگرام کی تفصیلات بتائیں اور اُس ڈلیوری وین کا ذکر کیا جو اونٹاریو کی حکومت نے ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کو سراہتے ہوئے عطیہ کے طور پر پیش کی ہے۔ آخر میں آپ نے بتایا کہ ہم انشاءاللہ اپنی خدمات آئندہ سال بھی جاری رکھیں گے آپ نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور دُعا کی درخواست کی۔

ممبر فیڈرل پارلیمنٹ
Hon. Judy Sgro کی تقریر

میڈم جوڈی سِگرو سابقہ وزیر امیگریشن کینیڈا نے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کی تین سالہ خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ اِس ادارہ نے نہ صرف کینیڈا میں فوڈ بینک کے ذریعہ مفلس اور نادار لوگوں کی اُن کے گھر جاکر مدد کی بلکہ باہر کی دنیا کے دور دراز علاقوں میں بھی صاف پانی اور رہائش کی بنیادی سہولتیں بہم پہنچانے کا چیلنج قبول کیا اور مجھے فخر ہے کہ ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا نے اپنے محدود وسائل کے باوجود دکھی انسانیت کی خدمت کے اہم کام سرانجام دیئے ہیں۔ آج کی یہ کوشش بھی اِسی کڑی کا ایک حصہ ہے۔ آپ نے کہا کہ آپ کی انہی کوششوں سے ہمارا ملک کینیڈا ایک عظیم ملک کہلاتا ہے۔ آپ نے ادارہ کے لئے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

لبرل لیڈر کا خصوصی پیغام

خطاب کے آخر میں محترمہ جوڈی سگرو نے فیڈرل پارلیمنٹ میں لبرل پارٹی کے لیڈر Hon. Michael Ignatieff کا خیر سگالی کا پیغام پڑھ کر سُنایا۔ مائیکل اپنی مصروفیات کی وجہ سے تقریب میں شامل نہ ہوسکے تھے۔

ممبر فیڈرل پارلیمنٹ
Hon. Jim Karygiannis کی تقریر

ممبر پارلیمنٹ جم نے ہیومینٹی فرسٹ کے لئے عطیات کی تحریک کرتے ہوئے بڑی بے تکلفی سے حاضرین سے درخواست کی کہ اپنی جیبیں ٹٹولیں اور کرنسی نوٹ نکال کر ابھی اسٹیج پر جمع کروادیں، آپ نے کہا کہ مَیں اسٹیج سے نہیں جاؤں گا جب تک سب لوگ کچھ نہ کچھ اپنی جیب سے نکال کر یہاں نہ ڈال دیں۔ حاضرین نے اُن کے اِس انداز سے خوب لُطف اُٹھایا اور کثرت سے دوستوں نے اُن کی تحریک پر اپنی جیبیں خالی کردیں اور عطیات پیش کئے۔ آپ نے بتایا کہ مجھے بھی بنگلہ دیش میں جاکر ہیومینٹی فرسٹ کے کاموں کا معائنہ کرنے کا موقع ملا ہے اور مَیں نے بھوک اور افلاس کا شکار بچوں کے چہرے دیکھے ہیں۔ آپ نے کہا کہ مَیں نے اُن بچوں کو دیکھا ہے جن کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اُن کے لئے کوئی سکول نہیں، کوئی ماں سے محروم ہے اور کوئی باپ سے اور ہیومینٹی فرسٹ نے اُن کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھیرنے کا عزم کیا ہے اور اُس کے لئے آپ کے تعاون اور مدد کی ضرورت ہے۔

آپ نے اپنے خطاب کے آخر میں بتایا کہ اُن کی فوری تحریک پر حاضرین نے پانچ منٹ میں تیرہ سو پچانوے ڈالر عطیات کی شکل میں پیش کئے ہیں۔

Hon. Jean Augustine کی تقریر

Hon. Jean Augustine مختلف اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز رہی ہیں۔ آپ نے خاص طور پر وزیر اعظم کینیڈا کے مشیر خاص اور Minister of State for Multiculturalism and the status of Women کے فرائض انجام دئے ہیں۔

آپ نے تقریر کرتے ہوئے ہیومینٹی فرسٹ کی شاندار خدمات کو بہت سراہا اور اس تنظیم کی دکھی انسانیت کے لئے اور خاص طور پر ہیٹی میں مصیبت زدگان کی بروقت امداد اور بے لوث خدمات کا تذکرہ بہت خوبصورت الفاظ میں کیا۔

CTV کے ماہر موسمیات
Michael Kuss کا خطاب

کینیڈا کے نیشنل ٹی وی کے مقبول ماہر موسمیات خاص طور پر اِس تقریب کے لئے اپنی پوری کیمرہ ٹیم کے ساتھ اِس پروگرام کی کوریج کے لئے تشریف لائے۔ مائیکل کُس، سینٹ لوئیس یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں، اُنہوں نے اپنے خطاب میں ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا اور اُس کے رضا کاروں کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ اُنہوں نے بتایا کہ ایک سال پہلے تک مجھے اِس ادارہ کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا اور مَیں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک بہت سے لوگوں کو اِس تنظیم کا کوئی علم نہیں۔ لیکن ہمیں اِس صورت حال کو بدلنا ہوگا۔ ذرا سوچیں اگر سب کو ہیومینٹی فرسٹ کے بارہ میں پتہ ہوتو بے گھر لوگوں کے لئے کتنی پناہ گاہیں بن سکتی ہیں، کتنے لوگوں کی بھوک مٹ سکتی ہے، صاف پانی کے کتنے کنوئیں کھودے جاسکتے ہیں، کتنے ڈاکٹر ہمیں رضا کارانہ طور پر مل سکتے ہیں۔ آپ نے عہد کیا کہ میں سٹی ٹی وی کے ذریعہ دنیا کو اِس کے بارہ میں بتاؤں گا۔ آپ نے اعداد و شمار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ موسموں میں شدت کی وجہ سے قدرتی آفات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

دیگر اداروں اور تنظیموں کی جانب سے عطیات

تقریب کے اختتام پر دیگر اداروں اور تنظیموں کی جانب سے خطیر رقوم کے چیک چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کو عطیات کے طور پر پیش کئے گئے۔ اِس عشائیہ کے ذریعہ جمع شدہ رقم کی تعداد 111,295 ڈالر بتائی گئی۔ الحمدللہ۔

ساڑھے نو بجے شب یہ تقریب محترم امیر صاحب کینیڈا کی مختصر تقریر سے اختتام پذیر ہوئی۔

کینیڈین میڈیا کا کوریج

7 نومبر 2009ء کی شام کی خبروں میں اِس تقریب کی تفصیلات کو سٹی ٹی وی پر سُنا اور دیکھا گیا۔

آٹوا میں
ہومینیٹی فرسٹ کا ایک پروگرام

7/نومبر کو آٹواہ میں Jim Durrell کمیونٹی سنٹر میں "احمدیہ مسلم کمیونٹی کی انسانیت کے لئے خدمات" کے موضوع پر پروگرام منعقد کیا گیا۔ محترم ڈاکٹر محمد اسلم داؤد صاحب، جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کینیڈا نے جماعت احمدیہ کی خدمات کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا، جن میں افریقہ میں ہسپتال، سکول، صاف پانی کی فراہمی، شمسی توانائی سے بجلی کے منصوبے، قدرتی آفات میں ہنگامی امداد کے منصوبے وغیرہ شامل ہیں۔ پروگرام میں سیرالیون، بُرکینا فاسو، مالی، گھانا، کانگو، کوٹ ڈی وُوری، پاکستان اور انڈیا کے نمائندوں اور مختلف تنظیموں کے عہدیداروں نے شمولیت کی اور جماعت احمدیہ کی گراں قدر خدمات کو سراہا اور جماعت کے ساتھ کام کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

آخر میں محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور انسانیت کی خدمت کی اہمیت پر تقریر کی۔

اس پروگرام میں 45 مہمان اور 65 احبابِ جماعت شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام بہت کامیاب رہا اور سامعین پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔

قارئین کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہیومینٹی فرسٹ کو دکھی انسانیت کی نمایاں خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور بنی نوع انسان کی اس بے لوث قربانی کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین۔

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

احمدیت......ایک جائزہ

(مرزا خلیل احمد قمر۔ ربوہ)

ہندوستان میں انیسویں صدی کا آغاز مخالفین اسلام کی اسلام پر اعتراضات کی یلغار سے ہوا۔ مسلمان اندرونی خلفشار کا شکار تھے اوران کے حکمران عیش وعشرت کے دلدادہ ہو کر روبہ تنزل تھے مگر دوسری طرف انگریز تاجروں کا لبادہ پہن کر ہندوستان میں داخل ہو چکا تھا اور اپنے پاؤں مضبوط کرنے کی فکر میں تھا۔ انگریز نے دوطریق پر اپنے کام کا آغاز کیا۔ ایک مسلمان حکمرانوں کے خلاف خفیہ سازشیں تیار کی گئیں۔ دوسری طرف عیسائیت کی اشاعت کے لئے مشنری اداروں کا جال پھیلا دیا۔ جس کے نتیجہ میں سادہ لوح مسلمان تو گجا دس ہزار مسلمان علماء بھی ان کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس کر رہ گئے۔ جس کے نتیجہ میں چشم فلک نے وہ منظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اجمیر شریف کی جامع مسجد کے خطیب مولانا عماد الدین سے پادری عماد الدین بن گئے اور یہی پادری عمادالدین مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے میدان عمل میں آ گئے۔ اس وقت کی مشنری سرگرمیوں کا اندازہ پادری عمادالدین کے درج ذیل خط سے کیا جا سکتا ہے۔

''1800ء میں جب ولیم کیری صاحب نے آ کر ملک بنگال کے ایک حصہ میں کام شروع کیا۔ اس وقت سے بہت آہستہ آہستہ مسیحی دین کا چرچا تمام ہندوستان میں پھیلا ہے اور پنجاب میں قریب 45 برس سے خدا کا دین آیا ہے۔ جس وقت کیری صاحب آئے اس وقت ملک کی ایسی حالت تھی کہ کوئی دنیاوی سمجھ کا آدمی نہ کہہ سکتا تھا کہ مسیح کا دین اس ملک میں پھیلے گا کیونکہ اس وقت محمدی اور ہندو اپنے اپنے مذاہب میں بڑے مضبوط اور سرگرم اور تعصب وسختی و ناواقفی سے بھرپور ہو کے ہوا سے باتیں کرتے تھے۔ ہاں اس وقت کیری صاحب کا مسیحی ایمان گواہی دیتا تھا کہ خدا کا دین اس ملک کو بھی ضرور فتح کرے گا جیسا کہ وہ پیچھے سے فتح مند ہوتا چلا آیا ہے۔ اسی طرح اب ہم مسیحی بھی خدا پر یقین اور بھروسہ کر کے کہتے ہیں کہ کسی وقت یہ ملک انگلستان کی مانند ہونے والا ہے۔ ہمارے مخالف ہندو ومسلمان و دیانندی و نیچری وغیرہ اگرچہ کیسا ہی زور دکھلاویں اور زبان درازیاں کریں وقت چلا آتا ہے پتہ ندارد ہوں گے صرف مسیحی دینداری یہاں ہوگی یا شرارت نفسانی کے لوگ ملیں گے کیونکہ ایسی حالت کی طرف رخ کرلیا ہے اور پیچھے یوں ہی ہوتا آیا ہے اور تعلیمات کے نتائج یہی ہیں''

(خط شکاگو مرقومہ پادری عماد الدین لاہز 8فروری 1893ء مطبوعہ نیشنل پریس امرتسر 1893ء)

آخر مسلمانوں کے لئے وہ روز بد بھی آ گیا جب سلطنت مغلیہ اپنے اختتام کو پہنچی اور برصغیر پاک و ہند پر برطانوی عملداری کا جھنڈا لہرانے لگا تو مسٹر ٹنگلسن نے برطانوی پارلیمنٹ میں ہندوستان پر برطانوی اقتدار اور عیسائیت کے فروغ کی خبر ان الفاظ میں دی۔

''خداوند تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کی یہ سلطنت انگلستان کے زیر نگیں ہے تا کہ عیسیٰ مسیح کی فتح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے۔ ہر شخص کو اپنی تمام تر توت تمام ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنی چاہئے اور اس میں کسی طرح تساہل نہیں کرنا چاہئے۔''

(علمائے حق اور انکے مجاہدانہ کارنامے صفحہ 26،25 مصنفہ مولانا سید محمد میاں صاحب ناظم جمعیت العلماء ہند)

انگریز ہندوستان پر صدیوں حکمرانی کرنا چاہتا تھا مگر اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مسلمان تھے جو ایک ہزار سال تک یہاں حکمران رہے تھے جن کے پاس ایک ارفع و اعلیٰ تعلیم تھی ایک الگ تہذیب وتمدن تھا جبکہ ہندوؤں سے انہیں کوئی خطرہ نہیں تھا کیونکہ وہ تو پہلے ہی ایک ہزار سال سے محکوم چلے آ رہے تھے اس لئے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی سرگرمیاں تیز کر دی گئیں اس کا سب سے بڑا مقصد حکومت برطانیہ کے اقتدار کی رکاوٹوں کو دور کر کے اسے دوام بخشنا تھا۔ اس لئے 1882ء میں وزیر ہند نے انگلستان کے مذہبی و سیاسی لیڈروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ

''میرا یہ ایمان ہے کہ ہر وہ نیا عیسائی جو ہندوستان میں عیسائیت قبول کرتا ہے انگلستان کے ساتھ ایک نیا رابطہ اتحاد بنتا ہے اور ایمپائر کے استحکام کے لئے ایک نیا ذریعہ ہے۔'' (دی مشن از رابرٹ کلارک صفحہ 34مطبوعہ لنڈن 1904ء)

انگریز نے پنجاب پر قبضہ کے لئے بہت تگ ودو کی۔ نامور مورخ آئن ٹالبوٹ نے پنجاب کی فتح کی غرض بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''انگریز نے پنجاب پر حکومت کرنے کی غرض سے قبضہ کیا نہ کہ تجارتی مفادات کی تکمیل کی غرض سے۔ لہٰذا انہوں نے پوری کوشش کی کہ وہ یہاں کے معاشرے کو وکٹورین دور میں غالب افادیت پسندی (Utilitarianism) اور ایونجیلیکل عیسائیت (پروٹسٹنٹ فرقہ کے اس عقیدے کے مطابق کہ نجات کا دار و مدار ایمان پر ہے نہ کہ عمل پر) کے نظریات کے ذریعہ تبدیل کر دیں۔''

(تاریخ پنجاب 1849ء تا 1947ء، صفحہ 23،22، آئن ٹالبوٹ ترجمہ پروفیسر طاہر کامران مکتبہ تخلیقات مزنگ روڈ لاہور تاریخ اشاعت 2006ء)

ہندوستان کو عیسائیت کے عالمگیر غلبہ کی مہم میں جو مقام حاصل تھا اس کا ذکر رابرٹ کلارک نے اپنی سکیم میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

''پنجاب کی سرحدی لائن ہے اور اسے اپنے کام کی بنیاد (Base) بنا کر عیسائیت ان مقامات تک پھیل سکتی ہے جہاں ابھی اس کا نام تک نہیں پہنچا۔ وسط ایشیا میں عیسائیت کے تبلیغی کام کے لئے پنجاب ایک قدرتی بنیاد (Base) معلوم ہوتا ہے۔''

(دی مشن از رابرٹ کلارک صفحہ 245)

پنجاب میں عیسائیت کے فروغ کے لئے گجرات، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، امرتسر، گورداسپور کے اضلاع کا انتخاب کیا گیا۔ ان اضلاع میں عیسائیت کی روزافزوں ترقی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''بہت سے افسر عیسائی مبلغین کی تبلیغی سرگرمیوں کی کھلم کھلا حمایت کرتے اور ان کی اس سلسلے میں مدد بھی کرتے تھے...... لارنس برادران کے علاوہ دوسرے افسران بھی یہ سمجھتے تھے کہ مقامی لوگوں کو عیسائی بنانا ایسی سب سے بڑی نعمت ہے جس سے ہماری حکومت ہندوستانی لوگوں کو سرفراز کر سکتی ہے۔ اور یہی وہ بلند ترین مقصد بھی ہے کہ جس کی تکمیل کے لئے خداوند نے ہمیں اس سرزمین پر حکومت کرنے کا موقع عطا کیا...... 1868ء میں حکومت کی طرف سے تبلیغی سرگرمیوں کی کھلم کھلا سرپرستی کا واضح طور پر اظہار اس وقت ہوا جب اس نے چرچ مشنری سوسائٹی کو چونیاں میں 2000 ایکڑ نہری زمین الاٹ کی تا کہ وہ وہاں پر کرسچین کالونی قائم کر سکے۔ 1880ء کی دہائی کے دوران عیسائی مشن کی شاخوں کا جال پورے پنجاب میں بچھ چکا تھا۔ مشن کی زیادہ تر شاخیں چرچ مشنری سوسائٹی کی ملکیت تھیں یہ سوسائٹی 113 سکول بھی چلاتی تھی۔ اگلے بیس برسوں کے دوران عیسائی اخبارات اور کتابچوں کی تعداد 300000 سالانہ سے زیادہ ہو چکی تھیں۔......

(تاریخ پنجاب صفحہ 87-88 از آئن ٹالبوٹ)

انگریز افسروں نے نئے عیسائی ہونے والوں کے لئے ملازمتوں کے فراخدلانہ در وا کر دیئے۔ فوج، محکمہ تعلیم، سرکاری دفاتر، ہسپتال اور ریلوے میں ان کو کثرت سے ملازمتیں دی گئیں۔ یہ ملازمتیں نئے آنے والوں کے لئے بھی تحریص اور ترغیب کا موجب بنیں۔ گذشتہ تیس برسوں کے دوران ان کی کل آبادی میں 40 گنا اضافہ ہوا۔

پادریوں کے اسکولوں کا اصل مقصد عیسائیت کا پرچار تھا جس میں وہ بائبل پڑھاتے تھے۔ ہندوستان میں مشنری سکولوں میں جو کچھ ہو رہا تھا وہ انہی کی زبانی سنا جائے تو بہتر ہے۔ رابرٹ اسٹورٹ فلرٹن کے خطوط جو اس نے انگلینڈ وغیرہ لکھے کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں ایک خط میں وہ لکھتا ہے:

''تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی کہ کچھ لڑکے کس طرح بائبل سے جوابات دیتے ہیں جو روزانہ ان کو پڑھائی جاتی ہے وہ اس کی سچائی کے قائل ہیں......''

ایک اور خط کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

(Lucas (JJ). Memoris of Rebert Fullerton P46 بحوالہ جنگ آزادی 1857ء از سید خورشید مصطفیٰ رضوی اشاعت 2007ء، صفحہ 375)

ایک اور خط کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

''تقریباً سو بچے عیسائیت کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ان میں سے یقیناً بڑی اکثریت عیسائی بن جائے گی...... کام جاری ہے اور نتیجہ جلد نظر آ جائے گا''۔

انگریزی حکومت نے جو تعلیمی پالیسی جاری کی جس کا مقصد رفتہ رفتہ نئی نسلوں کو عیسائی بنانا تھا۔ سرفریڈاک ہیلیڈ نے ہاؤس آف کامنز میں کہا تھا کہ

''ہندوستانی کالجوں میں انجیل کی تعلیم اس قدر زیادہ ہے کہ انگلستان کے پبلک اسکولوں میں بھی اتنی نہیں ہے۔''

(طفیل احمد. مسلمانوں کا روشن مستقبل بحوالہ جنگ آزادی 1857ء از سید خورشید رضوی صفحہ 157)

عیسائیت کی اس جارحانہ یلغار نے دنیا کے تمام مذاہب کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور ایک دنیوی آنکھ اس بات کا مشاہدہ کر رہی تھی کہ عنقریب عیسائیت تمام دنیا پر غالب آ جائے گی۔ کیونکہ عیسائیت کو فروغ دینے کے لئے حکومت برطانیہ اور دیگر عیسائی حکومتیں بے دریغ مال و دولت خرچ کر رہی تھیں اور ہر قسم کے حربے اختیار کئے جا رہے تھے تا کہ خداوند یسوع مسیح کی تمام دنیا میں پرستش کی جائے چنانچہ ڈاکٹر بیروز نے اپنے لیکچرز میں بڑے فخر سے اعلان کیا کہ

''اب میں اسلامی ملکوں میں عیسائیت کی روزافزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار اگر ایک طرف لبنان پر جلوہ فگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کے زور سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال اس آنے والے انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ جب قاہرہ، دمشق اور تہران خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے ذریعہ مکہ اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگی اور بالآخر وہاں صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ حقیقی اور واحد خدا کو یسوع مسیح کو جانیں جس کو تو نے بھیجا ہے۔'' (بیروز لیکچرز صفحہ 42)

1888ء میں ہندوستان میں عیسائیت کی ترقی کی رفتار کا جائزہ پیش کرتے ہوئے پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر چارلس ایچی سن نے 1888ء میں اپنی تقریر میں کہا۔

(ترجمہ) ''بعض ایسے لوگوں کو جنہیں اس طرف توجہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ یہ سن کر تعجب ہوگا کہ جس رفتار سے ہندوستان کی معمولی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے چار پانچ گنا زیادہ تیز رفتار سے عیسائیت اس ملک میں پھیل رہی ہے اور اس وقت ہندوستانی عیسائیوں کی تعداد دس لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان امر کا سبب کہ ہر جگہ عیسائیوں کی جماعت ایسی تیز رفتاری سے پھیل رہی ہے کہ جتنی قرون اولیٰ کے بعد کبھی نہیں پھیلی۔ میں اور آپ اس کا حقیقی سبب جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ خداوند کی روح حرکت میں ہے۔ پہلے کی طرح اب بھی خداوند اپنے نام کو عظمت دے رہا ہے اور وہ ہمارے چرچ کو ان لوگوں سے وسعت دے رہا ہے جو نجات چاہتے ہیں۔ اور انجیل کے پیغام کی قدیمی طاقت اب تک موجود ہے اب بھی رسولوں کے زمانہ کی طرح خدا کا کلام زبردست نشوونما کی طاقت رکھتا ہے اور اس کا غلبہ ہو رہا ہے۔''

(دی مشنز از آر کلارک صفحہ 234)

انگریز نے چونکہ اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا اس لئے مسلمانوں کو ہر میدان میں پسماندہ رکھنے کے منصوبے تیار کئے۔ ان میں ایک اہم منصوبہ نیا تعلیمی نظام کا اجراء تھا جس کا بڑا مقصد سرکاری ملازمتوں سے

مسلمانوں کو نکال باہر کرنا تھا۔ سرکاری زبان فارسی تھی اس لئے ہندو اور مسلمانوں کو سرکاری ملازمت کے لئے فارسی زبان سیکھنی پڑتی تھی۔ انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کرتے ہی انگریزی سکولوں اور کالجوں کی بھر مار کردی اور ہندوؤں نے ان سکولوں اور کالجوں میں داخلہ لے کر انگریز کا قرب حاصل کرلیا۔ سرکاری ملازمتوں پر چھا گئے۔ انگریز نے وسط فروری 1835ء میں نیا نظام تعلیم جاری کر دیا جس کو لارڈ میکالے کا نظام تعلیم کہا جاتا ہے۔ لارڈ میکالے کا قول ہے۔ ’’ہمیں ایک ایسی جماعت بنانا چاہیئے جو ہمارے اور ہماری رعایا کے درمیان موجود ہو۔ جو خون اور نسل کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز‘‘۔

جہاں انگریز نے ہندوستان میں مسلمانوں کو کمزور اور قعر مذلت میں گرانے کا انتظام کیا وہاں اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دین حق کی حفاظت اور دفاع کے لئے 13 فروری 1835ء کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود باسعود کو دنیا میں بھیج دیا تا کہ ان کے حربوں کو ناکام و نامراد بنا دیا جائے۔

خدا تعالیٰ اس مقدس وجود کے ذریعہ دنیا میں نئی زمین اور نیا آسمان بنانا چاہتا تھا تا کہ توحید الٰہی کے نعروں سے دنیا ایک بار پھر گونج اُٹھے۔ جبکہ عیسائی دنیا پنجاب کو BASE بنا کر عیسائیت کو ایشیا پر مسلّط کرنے کے خواب دیکھ رہی تھی۔ مگر خدا تعالیٰ نے بھی دجالیت کے طلسم کو پاش پاش کرنے کے لئے پنجاب ہی کی زمین کا انتخاب فرمایا اور گورنر ایچی سن کے بیان کے صرف ایک سال بعد 23/ مارچ 1889ء کو حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر لدھیانہ شہر میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان پر پہلی بیعت لے کر جماعت احمدیہ کا قیام فرمایا۔ جو اس امر کا اعلان تھا کہ وہ اب دجالیت کے دن گنے جا چکے ہیں۔ آپ نے تمام مذاہب کو مقابلہ کی دعوت دی کہ اگر وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں تو اسلامی تعلیم سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔ اور آپ نے ہر قسم کے عقلی و نقلی دلائل سے ان مذاہب کا باطل ہونا ثابت فرمایا اور دنیا کو اس طرف متوجہ کیا کہ اب دنیا میں بنی نوع انسان کی راہنمائی کے لئے صرف دین اسلام ہی ہے مگر کسی مخالف کو مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

حضرت اقدسؑ نے جہاں اپنی معرکتہ الآراء تصنیف براہین احمدیہ، فتح اسلام، ازالہ اوہام میں اسلام کی دیگر ادیان پر برتری ثابت فرمائی وہاں ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں تمام دنیا کے بڑے بڑے مذہبی اور سیاسی لوگوں کے نام ایک خط لکھا اور ملکہ برطانیہ کے لئے تحفہ قیصریہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں یہ تجویز فرمائی کہ لنڈن میں میرا پادریوں سے مقابلہ کروایا جائے۔ اگر میں اسلام کی برتری ثابت نہ کر سکا تو آپ مجھے سزا دینے میں حق بجانب ہوں گی۔ حضرت اقدس کے پُرزور دلائل پر مشتمل اس چیلنج نے عیسائیت کے بلند و بانگ ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کے قیام کے صرف پانچ سال بعد ہی 1894ء میں لنڈن میں مشنری کانفرنس میں لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریونڈ رنڈ چارلس ایکی کوٹ نے اسلام کی اس نشأۃ ثانیہ کا انکشاف کیا کہ:

’’اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں مجھے ان لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آرہا ہے اور اس جزیرے میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں...... یہ ان بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بناء پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہماری نگاہ میں قابل نفرین قرار پاتا ہے اس نئے اسلام کی وجہ سے محمدؐ کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ یہ نئے تغیرات بآسانی شناخت کیے جا سکتے ہیں پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ ہم میں سے بعض کے ذہن اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔‘‘

(رپورٹ آف مشنری کانفرنس صفحہ 64.1894ء)

تقریباً بیس سال کے قلیل عرصہ میں حضرت اقدسؑ نے اسلام کے پرزور دلائل پر مشتمل کتب تحریر فرمائیں اور ایسے دلائل سے اسلام کی برتری ثابت ہوئی۔ دیگر مذاہب بلکہ ان کی کتب سے ہی ان کے باطل ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا۔ حضرت اقدسؑ کے اس قلمی جہاد کے سامنے عیسائیت اپنے تمام مال و اسباب، اثر و رسوخ اور وسعت کے باوجود اسلام کی اس جارحانہ یلغار کے سامنے بے بس ہو گئی۔

جب 26 مئی 1908ء کو حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے وفات پائی تو ہندوستان کے مشاہیر اور اخبارات نے آپ کی اسلامی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ چنانچہ برصغیر پاک و ہند کے مشہور مذہبی اور سیاسی لیڈر مولانا ابوالکلام آزاد نے حضرت اقدسؑ کی وفات پر آپ کے اسلام پر احسانات کا ان الفاظ میں اظہار کیا:

’’مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور معتقدات سے شدید اختلافات کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے۔ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست و پائمال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیاب حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔‘‘

’’غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ اپنوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کے مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے گا اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا‘‘۔

’’مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ حکم و عدل ہوں...... لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی۔‘‘

(اخبار وکیل مئی 1908ء)

ہندوستان کے مشہور اخبار اور دنیائے صحافت کے مایہ ناز صحافی مرزا حیرت دہلوی نے آپ کے متعلق لکھا:

’’ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔‘‘ (اخبار کرزن گزٹ دہلی یکم جون 1908ء)۔

اخبار پاؤنیر کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس کے کام اور عیسائیت کی اسلام کے مقابلے میں پسپائیت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:

’’اگر گزشتہ زمانہ کے اسرائیلی نبیوں میں سے کوئی نبی عالَمِ بالا سے واپس آکر دنیا میں اس وقت تبلیغ کرے تو وہ بیسویں صدی کے حالات میں اس سے زیادہ غیر موزوں نہ ہو گا جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی معلوم ہوتے تھے جن کی وفات حال میں ہی اپنے وطن پنجاب میں ہوئی ہے۔ ہم یہ قابلیت نہیں رکھتے کہ ان کی عالمانہ حیثیت پر کوئی رائے قائم کر سکیں...... ایک دفعہ انہوں نے بشپ لیفرائے آف لاہور کو چیلنج دیا (جس نے اسے حیران کر دیا) کہ وہ نشان نمائی میں مقابلہ کرے اور مرزا صاحب اس بات کے لئے تیار تھے کہ حالات زمانہ کے ماتحت بشپ صاحب جس طرح چاہیں اپنی تسلی کر لیں کہ نشان دکھانے میں کوئی فریب اور دھوکہ استعمال نہ ہو...... وہ لوگ جنہوں نے مذہبی میدان میں دنیا کے اندر حرکت پیدا کر دی ہے وہ اپنی طبیعت میں انگلستان کے لارڈ بشپ کی نسبت مرزا غلام احمد سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں...... اگر آرنسٹ گرین مشہور فرانسیسی مورخ گزشتہ بیس سال کے اندر ہندوستان میں ہوتا تو وہ یقیناً مرزا صاحب کے پاس جاتا اور ان کے حالات کا مطالعہ کرتا اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ انبیاء بنی اسرائیل کے عجیب و غریب حالات پر ایک نئی روشنی پڑتی۔ مگر ہمارے محدود اور تنگ خیالات ایسے مقابلہ کے مانع ہیں۔ کیونکہ ہمارا مذہبی لٹریچر تنگ دائرہ کے اندر محدود ہے۔ بہر حال قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آیا کرتے۔‘‘

(اخبار پایونیئر الہ آباد 30/ مئی 1908ء)

جماعت احمدیہ کی غیر ممالک میں اشاعت اسلام کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے برصغیر ہندو پاکستان کے ایک مسلم لیڈر جناب محی الدین غازی لکھتے ہیں:۔

’’یورپ و افریقہ کی مذہب سے بیزاری اور اسلام کی حریف دنیا میں علم تبلیغ بلند کرنے کی کسی عالم دین یا کسی علمی ادارے کو توفیق نہیں ہوئی۔ اگر علم تبلیغ لے کر اٹھا تو وہ یہی...... قادیانی فرقہ تھا۔

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی

اس جماعت نے دعوت الی اللہ کے مقاصد کے لئے سب سے پہلے اسی سنگلاخ زمین کو چنا اور یورپ و امریکہ کا رخ کیا اور ان کے سامنے اسلام کو اصلی و سادہ صورت میں اور اس کے اصولوں کو ایسی قابل قبول شکل میں پیش کیا کہ ان ممالک کے ہزار ہا افراد خاندان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا سماں آنکھوں میں پھر گیا۔‘‘

(تاثرات مرتبہ اے آر انجم جرنلسٹ مطبوعہ حیدر آباد سندھ 12/ اگست 1953ء صفحہ 17-18)

تحریک احمدیہ کے اثرات جو ہندوستان اور دیگر ممالک کے مسلمانوں پر اثر انداز ہوئے ان اثرات کو ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ڈائریکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ نے یوں بیان کیا ہے۔

’’تحریک احمدیت کی ان زبردست کوششوں کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمان جو اٹھارویں صدی میں اپنی موت پر دستخط کئے ہوئے تھے خدا کے فضل سے اپنے اندر زندگی کی ایک برقی لہر محسوس کرتے ہوئے اعلان عام کر رہے ہیں کہ ’’یہ بیسویں صدی ہر جگہ مسلمانوں کے لئے نشأۃ ثانیہ یا بیداری کا آغاز ہے۔‘‘

(ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم ڈائریکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان کا بیان مطبوعہ رسالہ استقلال لاہور صفحہ 10)

23 مارچ 1889ء کو جو ایک آواز بلند ہوئی تھی آج 194 ممالک میں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔

اسلام کی فتح کی نوید دیتے ہوئے حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

’’قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ سب حَربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہو گا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اُتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔‘‘

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 28/ فروری 2003ء کو ’’مریم شادی فنڈ‘‘ کی تحریک فرمائی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک کے تحت اب تک کئی بے سہارا، مستحق اور یتیم بچیوں کی باعزت طور پر شادیاں کروائی جا چکی ہیں اور اس فنڈ سے بہت خرچ ہو رہا ہے۔

ایسے افراد جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہوئی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق اس کارِ خیر میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

احمدیت۔ عافیت کا حصار

(پروفیسر راجہ نصراللہ ۔ربوہ)

یہ بات ایک واضح اور دائمی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو تمام انسانوں کے لئے قیامت تک کے لئے اپنا پسندیدہ آخری اور قابل قبول دین قرار دیا ہے۔ چنانچہ سورہ آل عمران آیت 20 میں فرمایا (ترجمہ): ’’یقیناً دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔‘‘

پھر سورہ آل عمران آیت 86 میں فرمایا’’ اور جو بھی اسلام کے سوا کوئی دین پسند کرے تو ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا‘‘۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن کریم آخری شریعت ہے اور رحمت دو عالم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور اسلام اپنے ماننے والوں کو سارے عالم کے لئے سراسر سلامتی اور بھلائی کی تلقین فرمانے والا دین ہے۔

سورہ اعراف آیت 159 میں فرمایا:’’ کہو (کہ) اے لوگو! مَیں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔‘‘ اور سورہ آل عمران آیت 111 میں فرمایا (ترجمہ)’’ تم بہترین اُمّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔‘‘

بخاری کی حدیث شریف ہے۔ (ترجمہ)’’ لوگو! نرمی اختیار کرو۔ سختی نہ کیا کرو اور لوگوں کو خوشخبری دو اور نفرت نہ دلایا کرو۔‘‘ (بخاری شریف)

حدیث مبارکہ ہے کہ ہر مسلمان حرام ہے دوسرے مسلمان پر یعنی اس کا خون، اس کی غیرت اور اس کا مال۔ (مسلم شریف)

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام واضح الفاظ میں اعلان فرماتے ہیں:۔

’’ اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علّتِ غائی کیا ہے؟ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ مَیں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت ﷺ پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔‘‘

(لیکچر لدھیانہ۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 278)

عافیت کا حصار یعنی روحانی حصنِ حصین

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے دین اسلام اور پیغمبر اسلام (ﷺ) اور آخری آسمانی کتاب قرآن کریم (شریعت اسلامیہ) قیامت تک قائم و دائم رہیں گے اور انہی کے ذریعہ تمام انسانوں کو ہدایت ملتی رہے گی۔ نیز یہ کہ اسلام سراسر سلامتی، امن اور عافیت کا دین ہے اور یہی عافیت کا سچا اور مستحکم حصار ہے اور احمدیت دین اسلام سے ہرگز کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ آخری زمانہ میں ربّانی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا ہے۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’ یہ وہی صبحِ صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر تھی ......سو شکر کرو اور خوشی سے اچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آ گیا۔ خدا تعالیٰ اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خونوں سے آبپاشی ہوئی تھی کبھی ضائع کرنا نہیں چاہتا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 105-104)

حقیقت یہ ہے کہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے اسلام کی تعلیم پر غور کرنا اور پوری طرح عمل کرنا چھوڑ دیا تھا اور اسلام کا اصل اور کامل چہرہ عوام و خواص کی نظروں سے اوجھل ہونے لگا تھا جس کی وجہ سے کئی غلط نظریات اور اعمال سامنے آنے لگے جن میں سے ایک بے حد خطرناک چیز تفرقہ بازی اور باہمی نفرت و تشدد اور بیگانگی اور نفسا نفسی کی فضا تھی جو دن بدن بڑھتی اور پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ اس لئے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مشیت الٰہی کے مطابق دنیا پر اسلام کا اصل اور پاکیزہ چہرہ ظاہر کرنے اور دین حق کی پُر امن اور خیر و سلامتی والی تعلیم اجاگر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔ اور آپ نے دنیا کے سامنے احمدیت کے ذریعہ پھر سے عافیت کا حصار پیش کیا جو اسلام کی حقیقی اور صلح و خیر اور محبت و مروت پر مبنی تعلیم اور قابل تقلید نمونہ کے ذریعہ قائم کیا گیا ہے۔

عافیت کا یہ حصار دس منزلوں یا شرائط بیعت پر مشتمل ہے جن کا انتخاب حضرت بانی سلسلہ عالیہ نے الٰہی اذن اور منشاء کے مطابق کیا اور جن پر صدق دل سے ایمان لا کر اور عمل کر کے کوئی شخص احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوتا ہے اور عافیت کے حصار میں پناہ لے لیتا ہے۔ یہ ساری منزلیں (شرائط) قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کی تعلیم اور تلقین کے عین مطابق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی برکت سے جماعت احمدیہ کے افراد ہر قسم کی منافقت، عداوت اور بے راہروی اور دہشت و تشدد و غارت گری سے محفوظ ہیں۔ الحمدللہ۔

اب حضرت بانیٔ سلسلہ کے اپنے الفاظ میں اس عافیت کے حصار کی دس منزلیں یا شرائط (مع مختصر وضاحت) بیان کی جاتی ہیں جن پر جادہ پیما ہو کر اسلام کی سچی پیروی کی توفیق ملتی ہے اور دنیاوی برکات کے ساتھ ساتھ روحانی ترقی و رفعت حاصل ہوتی ہے۔

1۔’’ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔‘‘

مختصر وضاحت:

سورہ نساء آیت نمبر 49 سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس گناہ کو چاہے گا معاف فرما دے گا سوائے شرک کے۔ گویا سب سے اول ہر صاحبِ ایمان پر فرض ہے کہ شرک سے مکمل طور پر اجتناب کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کے پہلے دروازے میں داخل ہو جانے کے قابل ہو جائے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ اپنی تقریر’’ ذکر حبیب‘‘ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان فرماتے ہیں:۔

’’ آپؑ کو 05-1904ء میں مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں اور وہ آپؑ کو قید کرنے کی داغ بیل ڈال رہا ہے تو آپؑ اس وقت ناسازیٔ طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ الفاظ سنتے ہی جوش کے ساتھ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا کہ: ’’ وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے!‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 80-79)

چنانچہ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ ؎

جو خدا کے ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

(سیرۃ طیبہ صفحہ 19 مجموعہ تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

2:’’ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔‘‘

مختصر وضاحت:

اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول کئے جانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے آپ کو تمام بڑے بڑے گناہوں اور غلیظ عادات سے پوری طرح پاک و صاف کرے۔ قرآن کریم فرماتا ہے: وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ۔ (التوبہ:108) اور اللہ تعالیٰ پاک لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

3۔’’ یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔‘‘

مختصر وضاحت:

اللہ تعالیٰ کے دربار میں داخل ہونے کے طالب اور سالکِ راہ پر نماز پنج وقتہ فرض ہے۔ اس سے ہرگز چھوٹ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے تہجد کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ درود شریف اور استغفار اور ذکر الٰہی کو حرزِ جان بنانا ایک سچے مومن کا شیوہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ درود شریف کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:۔

’’ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے (آنحضرت ﷺ) پر درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہوگیا۔ اسی رات (مَیں نے) خواب میں دیکھا کہ (خدا کے فرشتے) آبِ زلازل کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان پر لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان (فرشتوں) میں سے کہا کہ یہ وہی برکتیں ہیں جو تُو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں۔’’ ﷺ‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ۔روحانی خزائن جلد نمبر 1)

حضرت کا ایک خوبصورت اور دلکش فارسی زبان کا شعر ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(یعنی میں خدا کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں ایک سخت کافر انسان ہوں)

4۔’’ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے‘‘۔

مختصر وضاحت:

اسلام کے دو بڑے مسئلے حقوق اللہ (نماز، روزہ وغیرہ) اور حقوق العباد (انسانوں سے ہمدردی، حسن سلوک، درگزر وغیرہ) ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’ ہمارے بڑے اصول دو ہیں۔ اول خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔‘‘ (سیرۃ طیبہ صفحہ 122 ، مجموعہ تقاریر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد)

حدیث شریف میں تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کنبہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تمام انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرمائی ہے۔ لیکن مسلمانوں کے لئے اس سے بھی زیادہ تاکید اور زور دیا ہے اس لئے کہ تمام مسلمان حضرت مسیح موعود کے آقا اور محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت اور نام لیوا ہیں اس لئے ان کا زیادہ حق بنتا ہے۔ حضرت کا ایک فارسی زبان کا شعر ہے:

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حب پیمبرم

تاہم اے دل تو ان لوگوں کا لحاظ رکھ کیونکہ آخر میرے پیغمبرؐ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ (درثمین فارسی۔ مترجم)

5۔’’ یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا‘‘۔

مختصر وضاحت:

غالب کا ایک مشہور اور دلپذیر مصرع ہے:۔

وفاداری بشرطِ استواری اصل ایماں ہے

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب’’ کشتیٔ نوح‘‘ میں فرماتے ہیں:۔

’’ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 19 کشتی نوح صفحہ 22-21)

اللہ تعالیٰ سورہ عنکبوت آیت نمبر 3,4 میں فرماتا ہے:

(ترجمہ)’’ کیا (اس زمانہ) کے لوگوں نے یہ سمجھ

رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں (کافی ہوگا) اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا حالانکہ جو (لوگ) ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کو ہم نے آزمایا تھا (اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا) سو اللہ ظاہر کردے گا ان کو بھی جنہوں نے سچ بولا اور ان کو بھی جنہوں نے جھوٹ بولا۔''

6۔''یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا وہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستورالعمل قرار دے گا۔''

مختصر وضاحت:

سورہ بقرہ آیت نمبر 209:''اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب فرمانبرداری (کے دائرہ) میں آجاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ یقیناً تمہارا کھلا (کھلا) دشمن ہے۔''

سورۃ آل عمران آیت نمبر 133:''اور اللہ (کی) اور اس کے رسول کی اطاعت کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب ''کشتی نوح'' میں فرماتے ہیں:۔

''دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اُس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُس کو مقدم رکھو۔ تاتم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اُس حالت میں اِس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے۔ اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے۔ تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا۔ جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہوجائے۔''

آگے فرماتے ہیں:۔

''نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔''

(روحانی خزائن نمبر 19 صفحہ 11تا 14)

7۔''یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا''۔

مختصر وضاحت:

اللہ تعالیٰ کسی متکبر اور خودسر کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور عجز وانکسار اور استغفار سے انسان کے گناہ اور خطائیں معاف ہوتی ہیں اور روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ ابلیس اور حضرت آدم دونوں سے گناہ سرزد ہوا۔ لیکن ابلیس نے غرور اور تکبر سے کام لیا اور آدم علیہ السلام کو حقیر گردانا اور اپنے گناہ پر ڈٹا رہا اس لئے وہ ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ ٹھہرا۔ جبکہ آدم علیہ السلام نے توبہ اور استغفار اور عاجزی وگریہ وزاری سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا اور دنیا میں پہلا نبی بنایا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

(درثمین اردو)

8۔''یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔''

مختصر وضاحت:

ہم سب اللہ تعالیٰ کی عاجز مخلوق ہیں اسی نے ہمیں جسم جان، دولت اور ہر طرح کی نعمتیں عطا کیں اس لئے ہم اللہ کی راہ میں جو کچھ بھی قربان کریں وہ عین فرض ہے۔ غالب کا یہ شعر بجا طور پر ہماری جماعت میں بہت مقبول ہے:

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضرت مسیح موعودؑ کا کمال درجہ کا صبر

حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند مرزا مبارک احمد صاحب مختصر علالت کے بعد فقط 8 سال کی عمر میں اچانک وفات پاگئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کامل طور پر راضی برضائے الٰہی کے جذبہ کے تحت ایک مختصر سی نظم لکھی جس کا آخری شعر یہ ہے:

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

دین اسلام کی خدمت کے لئے سب کچھ قربان کر دینے کی تلقین فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

''سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھودیں اور اعزاز اسلام کے لیے ساری ذلّتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ (فدیہ) کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے۔''

(روحانی خزائن جلد نمبر 3 ''فتح اسلام'' صفحہ 10)

9۔''یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔''

مختصر وضاحت:

حقوق العباد کا مسئلہ اس قدر اہم ہے کہ شرط نمبر 4 کے بعد ایک بار پھر شرط نمبر 9 میں پوری انسانیت کے لئے محض للہ ہمدردی اور خدمت کے سلوک کو''عافیت کے حصار'' کو فی الحقیقت کامیاب اور فائدہ بخش ثابت کرنے کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود اپنا قابل تقلید اعلان اور اصول یوں بیان فرماتے ہیں:۔

''مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی دوستی کرتا ہوں کہ جیسے والدۂ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔''

(روحانی خزائن جلد 17 اربعین نمبر 1 صفحہ 2)

اس سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوا کہ برائی اور ظلم سے نفرت کرنی چاہئے نہ کہ برے اور ظالم شخص سے۔ برے اور ظالم شخص کی ہمیں اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہئے یعنی نصیحت کے ذریعہ، حسن سلوک کے ذریعہ، اور دعا کے ذریعہ۔ جماعت احمدیہ کے مشہور پنجابی شاعر ابن شاعر مولوی محمد منظور بن مولوی محمد دلپذیر کا شعر ہے:۔

جے کوئی مَت کسے نوں دیوے دیوے نال دلا سے
چوگے باج بھلا منظورا کیویں کبوتر پھاسے

10۔''یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت درمعرف باندھ کر اس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو''۔

مختصر وضاحت:

ان دو تین سطور میں تلقین اور معرفت کا شیریں و شفاف دریا موجزن ہے۔ ان سطروں سے یہ مفہوم مترشح اور واضح ہے کہ بیعت کنندہ پورے صدق وصفا سے کام لیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے تمام روح پرور ارشادات، تعلیمات اسلامیہ کی ایمان افروز تشریحات اور حضرت مسیح موعود کے تمام دعاوی کو جان ودل کے ساتھ قبول کرے گا۔ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ بیعت بک جانے کا نام ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ بیعت کنندہ کا فرض ہے کہ اپنے آقا کی اطاعت ومحبت کا حق ادا کرے تا کہ اس سے فیض یاب ہوسکے۔

حضرت مسیح موعودؑ کس محبت سے اپنی جماعت کو مخاطب فرماتے ہیں:۔

''اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو...... میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حِصنِ حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی''۔ (یعنی روحانی رنگ میں اس کا نام ونشان تک مٹ جائے گا) ''مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔''

(فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس تحدّی سے فرماتے ہیں:۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

جماعت احمدیہ یوگنڈا کے 22ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: عنایت اللہ زاھد۔ امیر ومبلغ انچارج یوگنڈا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ یوگنڈا کا 22واں جلسہ سالانہ مورخہ 15 تا 17 جنوری 2010ء کو کمپالا میں منعقد ہوا۔

اس جلسہ کی افتتاحی تقریب میں یوگنڈا کی ڈپٹی سپیکر صاحبہ شامل ہوئیں۔ لوائے احمدیت اور یوگنڈا کے قومی پرچم لہرائے جانے کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر میں سیرت النبیؐ کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

افتتاحی اجلاس میں پاکستان کے آنریری قونصلیٹ کے علاوہ اس علاقہ کے ممبر پارلیمنٹ اور امریکہ کے سفیر بھی شامل ہوئے۔

ڈپٹی سپیکر صاحبہ نے اپنی تقریر میں جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہونے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذکر کیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ آپ کے ہر جلسہ میں شامل ہوں گی۔ انہوں نے یوگنڈا میں جماعتی خدمات کو سراہا۔

اس جلسہ میں مرکزی مبلغین نے بڑے مؤثر رنگ میں مختلف علمی وتربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔

جلسہ کے دوران روزانہ نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی اور پانچوں نمازوں کے علاوہ درس قرآن وحدیث اور سوال وجواب کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

آخری روز محترمہ رقیہ صاحبہ وزیر برائے مذہبی امور جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں نے بھی شرکت کی اور بڑے فخر سے بتایا کہ انہیں بھی جلسہ سالانہ انگلستان میں شامل ہونے اور حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یوکے جلسہ سالانہ میں جماعت کی تنظیم اور رضاکاروں کی دن رات کی خدمت اور حضور انور کے مشفقانہ سلوک نے انہیں بہت متاثر کیا ہے۔

اس کے علاوہ محترمہ فریدہ صاحبہ اور محترمہ مریم صاحبہ ممبران پارلیمنٹ نے اس جلسہ میں شرکت کی اور تقاریر کیں۔

اس جلسہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملکی ریڈیوز، اخبارات اور ٹی وی چینلز نے شائع ونشر کیا۔ خاص طور پر یوگنڈا ٹی وی نے سارے جلسہ کی کوریج پر مشتمل نصف گھنٹہ کا پروگرام دکھایا۔ اسی طرح دوسرے چینلز نے بھی پروگرام نشر کئے۔ اور خاکسار کے انٹرویوز بھی نشر کئے۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس جلسہ کو بابرکت کرے اور ہمارے لئے بہترین نتائج پیدا ہوں۔ آمین

رشتوں کے انتخاب میں

دینی پہلو کو ترجیح دینے کے دلچسپ واقعات

(نصیر احمد قمر)

آج کل اکثر سننے میں آتا ہے کہ لوگ اپنے بچوں اور بچیوں کے رشتوں کے بارہ میں پریشان ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اچھا رشتہ ملنا مشکل ہے۔اس قسم کا اظہار لڑکے کے والدین کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور لڑکیوں کے والدین کی طرف سے بھی۔حالانکہ اگر فریقین یعنی لڑکا اور لڑکی اور ہر دو کے والدین اپنی اپنی جگہ نیکی اور تقویٰ اور توکل اور دعاؤں سے کام لیں اور نظام جماعت سے اور خلافت سے اپنے تعلق کو اخلاص اور وفاداری پر مستحکم کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مراحل نہایت خوش اسلوبی سے طے ہو جاتے ہیں۔لیکن جب کوئی ایک فرد یا فریق تقویٰ اور قول سدید سے ہٹتے ہیں اور کوئی ایک یا دونوں فریق ہی رشتوں کے انتخاب میں عَلَیْکَ بِذَاتِ الدِّیْن یعنی دینداری کو ترجیح دینے کی رسول اللہ ﷺ کی اس بنیادی ہدایت کو نظر انداز کرتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

مکرم مولانا چوہدری رشید الدین صاحب سابق مبلغ مغربی افریقہ (حال کینیڈا) نے اپنے والد محترم چوہدری جلال الدین صاحب مرحوم کے متعلق ایک کتاب ’’میرے والد‘‘ کے نام سے لکھی ہے جس میں انہوں نے اپنے والد صاحب کی بہت سی خوبیوں اور صفات حسنہ کا سادہ، دلنشین اور عمدہ پیرایہ میں واقعاتی انداز میں ذکر کیا ہے۔جن سے مکرم چوہدری جلال الدین صاحب کے ایمان باللہ، اخلاص فی الدین، توکل علی اللہ، غرباء پروری، خلافت اور نظام جماعت اور سلسلہ کی محبت وغیرہ بہت سے خصائل حمیدہ پر روشنی پڑتی ہے اور بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

مکرم جلال الدین صاحب کے گیارہ بچے تھے اور آپ نے ان گیارہ بچوں کے رشتے طے کئے اور رشتوں کے انتخاب میں ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی اس ہدایت کو پیش نظر رکھا۔مکرم چوہدری صاحب دین سے وابستگی کے پہلوؤں کو کس طرح جانچتے تھے۔اس سلسلہ میں مکرم چوہدری رشید الدین صاحب کی کتاب ’’میرے والد‘‘ سے چند اقتباس ہدیہً قارئین ہیں۔

دین اور سلسلہ احمدیہ سے وابستگی کا ایک ثبوت مرکزی اخبار کا گھر میں آنا

آپ لکھتے ہیں کہ:

’’بچوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ہی ان کی بروقت شادی کا محترم والد صاحب کو بہت خیال رہتا تھا۔اپنے بچوں کے علاوہ بحیثیت صدر جماعت کے بچوں کی طرف بھی پوری توجہ دیتے اور جہاں ضرورت ہوتی تحریک کرتے اور رشتے طے کرنے میں مدد دیتے۔اس سلسلہ میں دعاؤں میں لگ جانے کی تلقین کرتے۔ فرماتے کہ اگر انسان بروقت رشتہ طے کرنے کی پختہ نیت کر لے اور دعاؤں سے کام لے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔اس بارہ میں وہ اپنی مثال پیش کرتے۔انہوں نے اپنے گیارہ بچوں کے رشتے طے کئے اور فرماتے کہ کسی ایک کے لئے بھی مجھے مشکل پیش نہیں آئی۔بفضل خدا سب کے لئے پیغام گھر میں ہی آئے۔خود کہیں جانے اور تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔جبکہ مَیں نہ مالدار آدمی تھا اور نہ ہی بڑا زمیندار۔نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق رشتہ طے کرتے وقت دینی پہلو کو ترجیح دیتے۔

ہمارے بہنوئی چوہدری محمد اعظم صاحب (سابق ایم پی اے) سمبڑیال کی طرف سے جب پیغام آیا تو ان کی دعوت پر محترم والد صاحب ان کے گاؤں چک 121 شمالی ضلع سرگودھا گئے۔(ان دنوں ان کی رہائش وہاں تھی)۔فرماتے تھے کہ جب مَیں نے دیکھا کہ روزنامہ الفضل ان کے نام آرہا ہے تو مَیں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ یہ رشتہ ضرور کرنا ہے **کیونکہ یہ دین اور سلسلہ احمدیہ سے لگاؤ کا ایک واضح ثبوت تھا‘‘۔**

مکرم چوہدری صاحب مرحوم کا دین اور سلسلہ احمدیہ سے لگاؤ اور محبت کو جانچنے کا یہ معیار بہت ہی پُر لطف، حقیقت افروز اور بہت سے احباب کے لئے مشعل راہ ہے۔

خاکسار (نصیر احمد قمر) عرض کرتا ہے کہ مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب ان دنوں انگلستان میں مقیم ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے الفضل انٹرنیشنل کے خریدار ہیں اور بڑی دلچسپی اور باقاعدگی سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں اور الفضل کے مندرجات کو سراہتے اور بہت دعائیں دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں بھی یہ فیض جاری رکھے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کو ایک روحانی نہر قرار دیا تھا۔ہمیں امید ہے کہ احباب الفضل اور دیگر مرکزی جماعتی اخبارات و رسائل کی خریداری اور ان کے مطالعہ کے ذریعہ اپنے اور اپنے اہل خانہ کے ایمان اور اخلاص کو بڑھانے اور مزید چمکانے کی سعی کریں گے۔کیونکہ ان کے ذریعہ ہمیں قرآن مجید و احادیث نبویہ کی حقیقی تفسیر و تشریح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات و فرمودات کے علاوہ خلیفۂ وقت کے تازہ بتازہ ارشادات و ہدایات اور آپ کے زیر ہدایت و نگرانی دنیا بھر میں اشاعت اسلام اور خدمت بنی نوع انسان کے مختلف کاموں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بہت سے نشانات سے آگاہی ہوتی رہتی ہے۔اسی طرح بہت سے امور پر علمی رہنمائی کے علاوہ بزرگوں کے ایسے واقعات شائع ہوتے ہیں جن کو پڑھ کر ایمان میں تازگی نصیب ہوتی ہے۔اور دلوں میں پاک تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

وقف زندگی۔دینی وابستگی کی ایک علامت

مکرم مولانا چوہدری رشید الدین صاحب ایسے ہی بعض اور نہایت دلچسپ، مفید اور ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’مکرم چوہدری عبدالمالک صاحب (سابق مربی سلسلہ انڈونیشیا) کی طرف سے پیغام آنے پر ہمارے گھر میں اختلاف رائے پیدا ہوا۔محترم والد صاحب کے نزدیک تو یہی بات کافی تھی کہ لڑکا مربی سلسلہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی پیغام لے کر آئے ہیں۔پیغام لانے والے بزرگ چوہدری عبدالمالک صاحب کے پھوپھا لگتے تھے۔ہماری والدہ محترمہ کو اس رشتہ کے سلسلہ میں انقباض تھا۔والد صاحب کی خواہش تھی کہ سب کی رضامندی سے بات طے ہو۔مجھے یاد ہے مکرم چوہدری غلام حسین صاحب کئی بار تشریف لائے۔آخر والد صاحب نے والدہ صاحبہ اور دیگر افراد کو قائل کر ہی لیا کہ دینی پہلو کو ہی ترجیح ملنی چاہئے۔‘‘

چندہ جات کی ادائیگی۔ دین سے وابستگی کا ایک اور معیار

مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مزید لکھتے ہیں:

’’ہماری ایک ہمشیرہ کے سسرال کی یہ بات محترم والد صاحب کو پسند آگئی کہ ان کے گھر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا جاری فرمودہ دس سال چندہ تحریک جدید کی باقاعدہ ادائیگی کا سرٹیفکیٹ فریم میں لگا مینٹل پیس پر پڑا تھا‘‘۔

خلفاء کرام کی تحریکات پر لبیک کہنے کی سعادت پانا اور چندہ جات کو باقاعدہ باشرح ادا کرنا بھی سلسلہ سے محبت اور دینی لگاؤ کا ایک خوبصورت معیار ہے جس کو آپ نے اپنے بچوں کے رشتوں کے وقت سامنے رکھا۔اور بلاشبہ یہ نمونہ سب مومنین خلافت کے لئے قابل تقلید ہے۔

رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں نظام جماعت اور جماعتی ہدایات کی پابندی

پھر چوہدری رشید الدین صاحب لکھتے ہیں:

’’رشتہ کے بارہ میں محترم والد صاحب جماعتی ہدایات کی پوری پابندی کرتے تھے۔چونکہ والد صاحب ابتداءً اکیلے ہی احمدی ہوئے تھے۔سارے رشتہ دار غیر احمدی تھے۔اس لئے ان غیر از جماعت رشتہ داروں کی طرف سے بھی ہماری ہمشیرگان کے لئے پیغام آئے۔دنیاوی لحاظ سے ان رشتوں میں سے کئی بڑے اچھے رشتے تھے لیکن والد صاحب نے کبھی ان کی طرف توجہ نہ دی اور فوراً انکار کر دیتے۔

1942-43ء کی بات ہے ہمارے غیر از جماعت قریبی رشتہ داروں میں سے ایک نوجوان اپنی تعلیم اور لیاقت کی وجہ سے جلد ترقی کر کے بڑے پولیس افسر بن گئے۔اس زمانہ میں یہ ایک بڑی بات تھی۔دہلی میں وہ تعینات تھے۔ہمارے دادا صاحب محترم کو یہ خاندان بہت محبوب تھا۔وہ ضلع سیالکوٹ کے ایک معروف زمیندار تھے۔یہ صاحب خود اور ان کے بزرگ بہت کچھ تحائف وغیرہ لے کر ہمارے گاؤں (چک نمبر 37 جنوبی سرگودھا) آگئے۔اور ہماری بڑی ہمشیرہ کا رشتہ طلب کیا۔وہ دو تین دن ٹھہرے۔بہت اصرار کیا اور لڑکے کے احمدی ہو جانے کا عندیہ بھی ظاہر کیا۔محترم دادا صاحب اور دوسرے رشتہ داروں نے بھی بہت زور مارا لیکن والد صاحب محترم نہ مانے اور کہا کہ رشتہ کے لئے احمدی ہونا کوئی دین نہیں۔مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں کہ مَیں جماعتی ہدایت کی ذرہ بھر بھی خلاف ورزی کروں گا۔یہ وقت والد صاحب کے لئے بڑی آزمائش کا وقت تھا۔عام معاملات میں وہ اپنے والد صاحب کی پوری اطاعت کرتے تھے۔یوں بھی ہمارے دادا صاحب بڑی رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔گاؤں بلکہ علاقہ کے لوگ ان سے ڈرتے تھے۔لیکن اس دینی معاملہ میں ان کے رعب، دبدبہ اور احترام کے باوجود مکرم والد صاحب اپنے مسلک پر پوری مضبوطی سے قائم رہے اور کسی رشتہ دار کی ناراضگی کی پروانہ کی‘‘۔

(کتاب ’’میرے والد‘‘۔ مصنفہ چوہدری رشید الدین صاحب صفحہ 58 تا 60)

❀❀❀❀❀❀❀

یہودی سکول کے بچوں کی مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں آمد اور خوش کن تاثرات

یاد رہے کہ گزشتہ سال حکومت کینیڈا نے ایک دلچسپ تعلیمی اور تفریحی پروگرام ترتیب دیا تھا اور عوام الناس کو اِس خوبصورت شہر کے تاریخی، ثقافتی، تعمیراتی اور ماحولیاتی اعتبار سے ممتاز مقامات کو متعارف کروانے کے لئے ٹورانٹو میں 17 مخصوص جگہوں کا انتخاب کیا تھا جس میں AMICI میوزیم، ولیم والٹن آرم سٹرانگ ہاؤس، لائبریری، دو قدیم گرجا گھر، کلین ہاؤس، آرٹ کی نمائش گاہ، بلیک کریک، پائنیر ویلیج وغیرہ شامل ہیں۔یہ تمام جگہیں شہر میں امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔جن کے دروازے عوام کے لئے کھولے گئے اور انہیں یہ ترغیب دلائی گئی کہ وہ ان عمارات کو دیکھنے کے لئے آئیں۔

اِن مقامات میں حکومت نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کو نہ صرف شامل کیا گیا بلکہ اِس کی نمایاں اہمیت اور خوبصورتی کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی دو روزہ تقریبات کا افتتاح خدا تعالیٰ کے فضل سے اِسی گھر یعنی مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کی سیڑھیوں سے کیا اور سیاحوں کو اس مسجد کے دیکھنے کی دعوت دی۔

21/فروری 2010ء کو ایک مقامی یہودی سکول کے 35 بچے پہلی دفعہ اپنے ایک ’’ربائی‘‘ (Rabbi) کے ہمراہ مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو دیکھنے کے لئے آئے۔ان طلباء کے لئے کسی بھی مسجد کو دیکھنے کا یہ پہلا موقع تھا۔

خواتین کی تبلیغ ٹیم کی تربیت یافتہ 13 سے 15 سال کی احمدی ناصرات کے ایک گروپ نے ان کو مسجد میں خوش آمدید کہا اور ان کو تعارفی دورہ کروایا۔نیز اسلام اور احمدیت کا تعارف کروایا۔

یہ طلباء اسلام کی اس حسین اور پُرامن تعلیم کے بارہ میں جان کر بہت خوش ہوئے۔

اس سکول کے ڈائریکٹر نے بعد میں منتظمین کو لکھا کہ:

’’مَیں اس دورے اور اس کے اعلیٰ انتظامات پر آپ کا ممنون ہوں۔مَیں آپ کی ثقافتی میزبانی اور یہودیت سے اسلام کی زبردست مماثلت پر حیران ہوں۔مجھے امید ہے کہ اس دورہ میں شامل طلباء مسلمانوں کو ’’اخبارات میں پیش کئے جانے والے مسلمانوں‘‘ سے بالکل علیحدہ ہٹ کر دیکھیں گے اور یہ سمجھیں گے کہ وہ لوگ کسی بھی طریقہ سے اسلام کے نمائندہ نہیں۔مجھے امید ہے کہ اس بارہ میں ان کے ذہن کے تمام وساوس ختم ہو چکے ہوں گے (مَیں جانتا ہوں کہ میرے وساوس تو ختم ہو چکے ہیں)۔آپ جو کام کر رہے ہیں وہ بہت اہم ہے اور جو پیغام آپ دے رہے ہیں وہ حیات بخش ہے۔‘‘

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اسلام کے پُرامن پیغام کو دنیا تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم سید عبدالرحیم شاہ صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 2 فروری 2008ء میں مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب کے قلم سے اُن کے دادا محترم سید عبدالرحیم شاہ صاحب کا ذکرخیر شائع ہوا ہے۔ قبل ازیں آپ کا مختصر تعارف 30/اکتوبر 1998ء کے اخبار میں اسی کالم میں کیا جاچکا ہے۔

محترم سید عبدالرحیم شاہ صاحب پھگلہ مانسہرہ میں قریباً 1897ء میں پیدا ہوئے۔ اڑھائی سال کی عمر میں والد اور پانچ سال کی عمر میں انتہائی پارسا والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ پھر دادا سید عمران شاہ صاحب نے کفالت کی جو نہ صرف بڑے متقی انسان تھے بلکہ امام مہدی کے شدت سے منتظر تھے۔ وہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے رکن تھے اور اُن کی نیکی وتقویٰ کا انگریز ڈپٹی کمشنر پر اتنا اثر تھا کہ اگر کسی معاملہ میں ممبران میں اختلاف ہوتا تو اکثریت کی بجائے اِن کی رائے ہی مانی جاتی۔ عبدالرحیم شاہ صاحب بارہ سال کے تھے جب دادا بھی وفات پاگئے۔ پھر چچا سید عبدالحمید شاہ صاحب نے پرورش کی جو علاقہ کے نمبردار تھے۔

محترم شاہ صاحب زیادہ تعلیم تو حاصل نہ کرسکے لیکن ابتدائی تعلیم کے بعد لاہور طبیہ کالج سے حکمت سیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں بڑی شفاء رکھی تھی۔ آپ کو بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے دین کی رغبت عطا فرمائی تھی۔ اپنے ماحول کی بٹیر بازی، کبڈی، تاش اور طرح طرح کی محفلیں چھوڑکر آپ دینی مجالس کی تلاش میں رہتے۔ پھر ایک بڑے اہلحدیث عالم مولانا عبدالصمد سے قرآن و حدیث کا علم حاصل کیا۔ اُن دنوں ایک احمدی نوجوان عبدالرؤف صاحب اُس علاقہ میں آگئے تو آپ اُن کے مناظروں اور مجالس میں شامل ہونے لگے اور جلد ہی احمدیت کی صداقت کے قائل ہوگئے۔ جب ایک مسئلہ آپ نے اپنے استاد سے دریافت کیا تو اُن کا جواب بھی وہی تھا جو کہ احمدی نوجوان کا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے استاد کو بتایا کہ ایک بحث میں آپ والا جواب احمدی نوجوان کا تھا جبکہ ہمارے لوگ عجیب وغریب قصے بیان کررہے تھے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ احمدی کہتا تو بالکل سچ ہے لیکن عام پبلک کے سامنے ہم یہ بات تسلیم نہیں کرسکتے کیونکہ ’’خالق نالو خلقت ڈاڈی‘‘۔ جب آپ نے یہ واقعہ اپنے چچا کو بتایا تو انہوں نے آپ کا ساتھ دینے کی بجائے آپ کو ڈانٹنا شروع کردیا۔ لیکن آپ صداقت کے قائل ہوچکے تھے چنانچہ اگلے ہی دن قادیان جانے کے لئے نکلے۔ پھگلہ سے مانسہرہ تک برف باری میں پیدل سفر کیا۔ آپ نے بیعت کرلی تو علاقہ کے لوگوں نے بھی آپ کو احمدی تسلیم کرلیا۔

آپ حکیم بھی تھے۔ ہرکسی کی بےلوث خدمت کی وجہ سے دوسرے آپ کی قدر کرتے تھے اور آپ کی نیکی، تقویٰ کے بھی معترف تھے۔ آپؓ نے ایک مناظرہ کے لئے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کو مدعو کیا۔ آپ جیسے ہی مولانا صاحب کے ہمراہ جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو ایک مخالف نے سوٹے سے حملہ کردیا۔ آپ درمیان میں آگئے اور سوٹا آپ کے سر پر لگا جس سے خون بہہ نکلا۔ اس پر آپ کی برادری نے مخالفین پر حملہ کردیا اور وہ بھاگ نکلے۔

آپ بڑے مہمان نواز تھے اور مرکز سے آنے والے مہمانوں کی تو راہ دیکھتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ جب دورہ پر ضلع ہزارہ تشریف لائے تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے سید محمد بشیر شاہ صاحب کو حضورؓ کی خدمت میں پھگلہ آنے کی دعوت دینے کے لئے بھیجا۔ حضورؓ نے بالاکوٹ میں حضرت سید احمد بریلویؒ کے مزار سے واپسی پر پھگلہ آنا منظور کرلیا۔ پورے گاؤں نے مل کر پکّی سڑک سے گاؤں تک کچی سڑک کو اس قابل بنایا کہ حضور کی کار بآسانی آسکے۔ سب نے حضورؓ کا زبردست استقبال کیا، نیز استقبالیہ اور دعوت کا انتظام کیا گیا۔ حضورؓ نے بہت خوشنودی کا اظہار کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی اُس وقت پھگلہ تشریف لائے جب آپ کالج کے جب پرنسپل تھے۔ محترم شاہ صاحب نے زمین کا ایک قطعہ کالج کے لئے تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے طور پھگلہ تشریف لائے۔

محترم شاہ صاحب تہجد اور نماز باجماعت کا بہت اہتمام کرتے۔ لوگوں کا مفت علاج کرتے بلکہ دوائی کے لئے دودھ بھی اپنے گھر سے بعض اوقات دے دیتے۔ ایک دفعہ ایک شخص کو بھینس فروخت کی۔ اگلے دن وہ واپس آیا اور بتانے لگا کہ بھینس ایک پہاڑی سے نیچے گرگئی اور مرگئی۔ اس پر آپ نے دوسری بھینس دیدی۔ آپ کی اہلیہ بھی بہت نیک، بزرگ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے چھ بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔

محترم سید عبدالرحیم شاہ صاحب کی وفات جولائی 1974ء کے آخر میں ہوئی۔

محترم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب

ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا جنوری وفروری 2008ء میں مکرم پروفیسر محمد سمیع طاہر صاحب کے قلم سے محترم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب نے 17/اپریل 2007ء کو وفات پائی۔ آپ ایک نامور ماہر تعلیم، اعلیٰ درجہ کے منتظم، بلند پایہ مقرر، صاحب طرز مضمون نگار، روشن ضمیر دانشور، سیرت و کردار کی اعلیٰ صفات سے متّصف اور سب سے بڑھ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیرینہ خادم اور انتھک کارکن تھے۔

1974ء کے پُرآشوب دَور میں آپ گورنمنٹ ٹریننگ کالج فیصل آباد کے پرنسپل تھے، جب آپ کے آفس کو کالج کے طلباء وطالبات نے تالہ لگادیا۔ پھر قومی اسمبلی کا فیصلہ آنے کے بعد کالج کھلا تو کالج کی پہلی اسمبلی میں آپ نے نہایت مضبوط لہجے اور جرأت آمیز انداز میں ٹھہر ٹھہر کر فرمایا: اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے احمدی ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک استاد ہوں، اس کالج کا پرنسپل ہوں۔ اس ادارہ میں ایک مقررہ نصاب پڑھا جائے گا، درس و تدریس کی تربیت دی جائے گی اور میں اس کی نگرانی کروں گا۔ آپ سب کو پوری آزادی سے درس وتدریس، نصابی اور غیرنصابی سرگرموں کا جائزہ لینے کا موقع ملے گا۔ اگر آپ مجھے بحیثیت استاد، بحیثیت پرنسپل اپنے فرائض سے کوتاہی کرتا ہوا محسوس کریں تو میرے پاس آکر مجھے میری خامیوں سے آگاہ کریں۔ میں آپ کو یہ حق بھی دیتا ہوں کہ بحیثیت استاد اگر مجھ میں کوئی نقص دیکھیں (اگرچہ اس کا حق آپ کو حاصل نہیں) تب بھی آکر مجھے بتائیں، میں آپ کی بات سنوں گا۔

جب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی اعلیٰ صفات اور کردار کی خوبیاں نکھر کر سامنے آتی رہیں تو پھر آپ اُنہی طلبا و طالبات کے محبوب استاد اور قابل صد احترام پرنسپل تھے۔ سال کے اختتام پر آپ ہاسٹل میں آکر ہر کمرہ میں جاکر طلبہ سے ملتے۔ اگر کوئی طالبعلم موجود نہ ہوتا تو رات کو وہ آپ کو مل کر آتا۔ ہرکسی کی زبان پر یہی الفاظ ہوتے کہ میاں صاحب جیسا انسان ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔ بس ان میں صرف ایک ہی نقص ہے کہ وہ مرزائی ہیں۔

میاں صاحب کی صدارتی تقاریر نہایت دلچسپ اور پُرمغز ہوا کرتی تھیں۔ بعض طویل جلسوں میں بہت سے طلبہ صرف اس لئے صبر وشکر سے بیٹھنا گوارا کرلیتے تھے کہ آخر میں میاں صاحب نے خطاب فرمانا ہے اور میاں صاحب نہایت مختصر الفاظ میں اتنی دلکش تقریر فرماتے کہ ساری تھکن دُور ہوجاتی۔

محترم میاں محمد افضل صاحب لمبا عرصہ حلقہ گلبرگ لاہور کے صدر جماعت بھی رہے۔ آپ کے مضامین اتنے عمدہ ہوتے تھے کہ واقعات کی جیتی جاگتی تصویر آنکھوں میں اتر آتی تھی اور پڑھنے والے کو وہاں اپنی موجودگی کا احساس ہونے لگتا تھا۔

گلیلیو

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10/مارچ 2008ء میں مکرمہ نائلہ نذیر صاحبہ کے قلم سے دُوربین کے موجد گلیلیو کے بارہ میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں یکم دسمبر 1995ء اور 7/مئی 1999ء کے شماروں کے اسی کالم میں گلیلیو کے حوالہ سے مضامین شامل اشاعت کئے جاچکے ہیں۔

گلیلیو 1564ء میں اٹلی کے شہر پیسا (Pisa) میں پیدا ہوا۔ اس کا پورا نام گلیلیو گیلی تھا۔ گلیلیو کا باپ ایک عالم آدمی تھا اور اُس نے گلیلیو کو ایک میڈیکل کالج میں داخل کرادیا۔

گلیلیو ہر چیز پر غور کرنے کا عادی تھا۔ ایک روز گرجے کی چھت پر لٹکے ہوئے لیمپ کو ہوا سے جھولتا دیکھا تو پنڈولم کا سائنسی اصول معلوم کیا۔ پنڈولم والی گھڑی گلیلیو کی رہنمائی میں اس کے لڑکے نے تیار کی تھی۔ ایک روز گلیلیو نے اپنے اُستاد سے اختلاف کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ بھاری اور ہلکی چیزیں اوپر سے گرائی جائیں تو ایک ہی وقت میں زمین پر گریں گی۔ پھر اُس نے اپنے استاد کی موجودگی میں مختلف وزن کی دو اینٹوں کو اونچے مینار سے پھینک کر اپنا دعویٰ ثابت بھی کردیا۔ لیکن اس پر استاد اتنا ناراض ہوگیا کہ گلیلیو کو تعلیم چھوڑ دینا پڑی۔ اور وہ اٹلی کے دوسرے شہر پیڈوا (Padua) چلا گیا جہاں ریاضی کے مشہور عالموں سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔ گلیلیو جلد ہی اتنا قابل ہوگیا کہ اُسے پیڈوا یونیورسٹی میں ریاضی کا پروفیسر مقرر کردیا گیا۔

گلیلیو نے 1602ء میں تھرمامیٹر ایجاد کیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک اور آلہ ایجاد کیا جس سے انسان کی نبض کی رفتار معلوم کی جاسکتی تھی۔ اِن ایجادات سے اُسے بہت شہرت اور عزت ملی۔ پھر اُسے معلوم ہوا کہ بیلجیئم کے ایک آدمی نے ایک آلہ تیار کیا ہے جس کے ذریعے دُور کی چیزیں بڑی نظر آتی ہیں لیکن ہر چیز الٹی نظر آتی ہے۔ گلیلیو یہ سن کر دُوربین بنانے میں مصروف ہوگیا اور جلد ہی کامیابی حاصل کرلی۔ اُس نے سمندر کے کنارے اپنی ایجاد کا مظاہرہ کیا تو گلیلیو کی شہرت مزید بڑھ گئی۔ لوگوں کے اصرار پر اُس نے چند کاریگر ملازم رکھ لئے اور دُوربینیں بناکر بیچنے لگا۔

جب اُس نے دُوربین کی مدد سے آسمان کا جائزہ لیا تو پرانی (مذہبی) روایات کو حقیقت کے برخلاف پایا۔ چنانچہ اُس کے اِس اعلان پر کہ کائنات کا مرکز زمین نہیں ہے بلکہ زمین تو خود سورج کے گرد گھومتی ہے، پادریوں نے اُس کی شدید مخالفت شروع کی۔ پھر گلیلیو وینس سے فلورنس اپنی بیٹی کے پاس چلا گیا۔ دُور دُور سے نوجوان طالب علم اُس کے پاس یہاں بھی آنے لگے۔ اس پر پادریوں نے پھر واویلا کیا اور بائبل کی تعلیمات کو جھٹلانے پر پوپ نے گلیلیو کو روم بلایا۔ جہاں مذہبی عدالت میں اُس پر بے دینی کا مقدمہ چلایا گیا اور عدالت نے اُسے اپنی متنازعہ تحقیق کو دوسروں تک پہنچانے سے حکماً منع کردیا۔

روم سے واپس آنے کے بعد گلیلیو نے خوردبین ایجاد کی۔ اور ایک کتاب لکھی جس میں چاند، سورج، ستاروں اور زمین کے متعلق اپنے خیالات کو دلائل کے ساتھ بیان کیا۔ اس پر پوپ نے گلیلیو کو پھر روم طلب کیا اور اس پر دوبارہ مقدمہ چلایا گیا۔ اب گلیلیو بہت بوڑھا اور بیمار تھا۔ اُس نے مذہبی عدالت کو سائنس کے اصول سمجھانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ چنانچہ اُس کو مذہب کی مخالفت کا مجرم قرار دے کر اُس کی کتاب ضبط کرلی گئی اور دھمکی دی گئی کہ اگر اس نے اپنے خیالات نہ بدلے تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔ عدالت کے حکم پر گلیلیو نے ایک کاغذ پر دستخط کردیئے جس میں تحریر تھا کہ سورج، چاند اور زمین کے متعلق اس کے نظریات غلط تھے اور اب وہ قائل ہوگیا ہے کہ زمین ساکن ہے اور سورج اس کے گرد گھومتا ہے۔ گلیلیو کو شاگردوں کو تعلیم دینے کی اجازت بھی نہ تھی۔

کچھ عرصہ بعد گلیلیو اندھا ہوگیا اور اس کے لئے لکھنا پڑھنا اور تجربے کرنا بھی ممکن نہ رہا۔ 78 سال کی عمر (1642ء) میں وہ دنیا سے رخصت ہوگیا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 25/مارچ 2008ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

حسن و احسان کی شمع نہیں بجھنے پائے
علم و عرفان کا دریا نہیں رکنے پائے
آگے بڑھنا ہے ہمیں کیسے بھی حالات رہیں
سربلندی رہے یہ سر نہیں جھکنے پائے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
19th February 2010 – 25th March 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 19th March 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Qur'an
00:55 Insight & Science and Medicine Review
01:25 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th December 1996.
02:35 MTA World News & Khabarnama
03:05 Historic Facts
03:35 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses.
04:35 Dars-e-Malfoozat
05:05 Jalsa Salana New Zealand 2006: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 6th May 2006.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 15th December 2007.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 87.
08:25 Siraiki Service
09:15 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 23rd January 1994.
10:00 Indonesian Service
11:00 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
11:55 Tilawat, Insight & Science and Medicine News
13:00 Live Friday sermon
14:10 Dars-e-Hadith
14:20 Bangla Shomprochar
15:20 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10 Friday Sermon [R]
17:20 Jalsa Salana Nigeria 2008: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 4th May 2008.
18:15 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Insight & Science and Medicine Review
21:05 Friday Sermon [R]
22:25 First Aid Measures
23:10 Reply to Allegations [R]

Saturday 20th March 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th December 1996.
02:55 MTA World News & Khabarnama
03:20 Friday Sermon: rec. on 19th March 2010.
04:25 Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community, rec. on 20th February 2010.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Jalsa Salana Japan 2006: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, rec. on 13th May 2006.
07:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 10th February 1984. Part 2.
08:55 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
11:00 French Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Qur'an
12:45 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
13:50 Bangla Shomprochar
14:50 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 20th March 2010.
16:00 Khabarnama
16:10 Live Rah-e-Huda: interactive talk show
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
22:10 Rah-e-Huda [R]
23:40 Friday Sermon [R]

Sunday 21st March 2010

00:50 MTA World News & Khabarnama
01:15 Yassarnal Qur'an
01:35 Tilawat & Dars-e-Hadith
02:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th December 1996.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:30 Friday Sermon: rec. on 19th March 2010.
04:30 Faith Matters
05:30 Ken Harris Oil Painting
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 20th March 2010.
07:30 Faith Matters [R]
08:35 Ulamaa-u-Hum
09:10 Jalsa Salana Belgium 2006: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 4th June 2006.
10:00 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 21st December 2007.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Qur'an: lesson no. 3.
12:50 Bangla Shomprochar
13:45 Friday Sermon [R]
15:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 21st March 2010.
16:05 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:20 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Ulamaa-u-Hum [R]
21:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Khuddam) class [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:15 Success Stories: Nawaz Khan.

Monday 22nd March 2010

00:10 MTA World News & Khabarnama
00:45 Tilawat
01:00 Yassarnal Qur'an: lesson no. 3.
01:25 International Jama'at News
02:00 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd December 1996.
03:15 MTA World News & Khabarnama
03:50 Friday Sermon: rec. on 19th March 2010.
05:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 9th July 1995. Part 2.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 20th March 2010.
08:05 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th July 1997.
09:20 Seerat-un-Nabi (saw)
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Rec. on 15th January 2010.
11:00 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as): speech.
12:00 Tilawat & International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 13th March 2009.
15:20 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
16:00 Khabarnama
16:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
17:25 Le Francais C'est Facile: lesson no. 78.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th December 1996.
20:30 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
22:15 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Tuesday 23rd March 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th December 1996.
02:35 Le Francais C'est Facile: lesson no. 78.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:30 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th July 1997.
04:35 Seerat-un-Nabi (saw)
05:15 Jalsa Salana Holland 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 18th June 2006.
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 21st March 2010.
08:10 Question and Answer Session: rec. on 29th June 1995. Part 2.
09:15 Tour of UK Mosques: inaugurations of Baitul Afiyat, Baitul Ehsan and Al Mahdi Mosque.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 12th June 2009.
12:10 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:55 Yassarnal Qur'an
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 5th October 07.
15:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Khuddam) class [R]
16:10 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:20 Question and Answer Session [R]
17:25 Yassarnal Qur'an [R]
17:45 Historic Facts
18:15 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 19th March 2010.
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Khuddam) class [R]
22:20 Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:05 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.

Wednesday 24th March 2010

00:10 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:15 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th December 1996.
02:15 Learning Arabic: lesson no. 22.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:30 Question and Answer Session: rec. on 29th January 1995. Part 2.
04:35 Tour of UK Mosques: inaugurations of Baitul Afiyat, Baitul Ehsan and Al Mahdi Mosque.
05:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 5th October 2007.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Ken Harris' Oil Painting
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 23rd December 2007.
08:05 MTA Variety: Atfal Rally, Pakistan.
09:10 Question and Answer Session: recorded on 5th November 1995. Part 2.
09:55 Indonesian Service
10:50 Swahili Service
12:00 Tilawat
12:10 Yassarnal Qur'an
12:25 From the Archives: Friday sermon delivered on 28th November 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), on the topic of no compulsion in religion.
13:25 Bangla Shomprochar
14:30 Jalsa Salana UK 2006: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 28th July 2006.
15:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
16:25 Khabarnama
16:35 Ken Harris Oil Painting [R]
17:05 Yassarnal Qur'an [R]
17:20 Question and Answer Session [R]
18:10 MTA World News
18:25 Arabic Service
19:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 30th December 1996.
20:30 MTA Variety: Atfal Rally, Pakistan.
21:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:40 Jalsa Salana UK 2006 [R]
23:30 From the Archives [R]

Thursday 25th March 2010

00:30 MTA World News & Khabarnama
01:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:25 Yassarnal Qur'an
01:45 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 30th December 1996.
02:50 MTA Variety: Atfal Rally, Pakistan.
03:15 MTA World News & Khabarnama
03:40 From the Archives: rec. 28th November 1986.
04:40 Ken Harris Oil Painting
05:10 Jalsa Salana UK 2006: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 28th July 2006.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 12th January 2008.
07:30 Dars-e-Malfoozat
08:05 Faith Matters
09:10 English Mulaqat: mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), rec. on 24th March 1996.
10:15 Indonesian Service
11:15 Pushto Muzakrah
12:25 Tilawat
12:35 Yassarnal Qur'an: lesson no. 6.
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 19th March 2010.
14:00 Shotter Shondhane: rec. 4th March 2010.
16:00 Khabarnama
16:30 Yassarnal Qur'an [R]
16:50 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Shotter Shondhane
20:30 Faith Matters [R]
21:35 Tarjamatul Qur'an Class: rec. on 22nd July 1994.
22:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 17 Friday 12 March , 2010 Issue No. 11

مُکّا جو جان لیوا ثابت ہوا

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا)

عدالت نے 25 نومبر 2009ء کو ایک مشہور (اور متنازعہ) مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے 25 سالہ ایک ملزم کو قتل کے الزام سے بری قرار دے دیا۔

یہ واقعہ ستمبر 2008ء میں پیش آیا تھا جب ایک اشتعال انگیز بحث کے دوران ہاتھا پائی کی نوبت آگئی اور مقتول نے جب ملزم پر حملہ کرنا چاہا تو اس نے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے مقتول کے ایک مُکّا جڑ دیا جس پر وہ فرش پر گر گیا اور اس کے نتیجہ میں دماغی چوٹ آنے پر جانبر نہ ہوسکا۔

ملزم کے وکیل صفائی نے اپنے بیان میں کہا کہ اس واقعہ پر ''مُکّا مارو ورنہ مُکّا کھاؤ'' کی مثال صادق آتی ہے۔ کیونکہ اس کے مؤکل نے محض اپنا دفاع کیا تھا اور مُکّا مارتے وقت اس کی نیت قتل عمد کی ہرگز نہ تھی۔ جیوری نے وکیل صفائی کے دلائل تسلیم کرتے ہوئے ملزم کو قتل عمد کے الزام سے بَری کر دیا۔

اخبارات ورسائل میں اس مقدمۂ قتل کے اس فیصلہ پر کافی بحث چل رہی ہے کیونکہ اس وقت اسی نوعیت کے کچھ اور مقدمات بھی بعض دیگر عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ ان تمام واقعات میں ایک ہی مُکّا کھانے سے مضروب افراد کی موت واقع ہوگئی تھی جن کے لئے "One Punch Death" کی اصطلاح رائج ہوچکی ہے۔

اس خبر کو پڑھ کر راقم کی توجہ اسی قسم کے ایک تاریخی واقعہ کی طرف مبذول ہوگئی جو آج سے تقریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل پیش آیا تھا۔ اور جس کو انجیل اور قرآن مجید ہر دو کتب نے محفوظ کر لیا ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ موجودہ مروّجہ انجیل نے تو اسے متنازعہ حیثیت یوں دے دی کہ ایک عام قاری کو بظاہر وہ قتل عمد کا ہی ایک واقعہ دکھائی دیتا ہے۔ مگر قرآن کریم، فرقان حمید نے اسے ایک اتفاقی واقعہ قرار دے کر ''ملزم'' کو قتل عمد کے الزام سے بری قرار دے دیا۔ راقم کا اشارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والے ایک واقعہ کی طرف ہے جو سورۃ القصص کی آیات 16 تا 18 میں بیان کیا گیا ہے۔

ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

''یہ آیات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے ایک اہم واقعہ کو بیان کرتی ہیں۔............ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت عَلٰی حِیْنِ غَفْلَۃٍ (القصص:29) شہر میں داخل ہوئے اور انہوں نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ایک ان کی قوم کا تھا اور ایک ان کے دشمنوں میں سے تھا...... تب ان کو دیکھ کر وہ شخص جو ان کی قوم میں سے تھا اس نے اس شخص کے خلاف جو ان کی دشمن قوم میں سے تھا مدد کی درخواست کی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر کہ اگر مَیں نے مدد نہ کی تو فرعونی قوم کا آدمی اسرائیلی کو مارنے پر تُلا ہوا ہے آگے بڑھ کر اس شخص کو ایک گھونسہ مارا۔ یا تو موقع کی نزاکت کی وجہ سے انہوں نے گھونسہ بہت زور سے مارا یا اس شخص کا دل یا جگر طبعی طور پر کمزور تھا اور وہ گھونسہ اس کے دل یا جگر کے مقام پر لگا اور وہ مر گیا۔

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ھٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ (القصص:16)۔ یہ بات غصہ میں ہوگئی ہے۔ شیطان کے معنے غضب کے بھی ہوتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اِنَّہٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ (القصص:16) یہ غصّہ انسان کا بڑا دشمن ہے اور اس پر نسیان غالب کر دیتا ہے۔........... تب انہوں نے سوچا کہ اب فرعون اور اس کی قوم تو میرے دشمن ہو جائیں گے اور دعا کی کہ اے میرے ربّ اپنی قوم کے ایک آدمی کو مصیبت میں دیکھ کر مَیں نے اپنے نفس کو تکلیف میں ڈال دیا ہے۔ پس میری خاطر اس مصیبت پر پردہ ڈال دے...... چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس مصیبت پر اس طرح پردہ ڈال دیا کہ گورنمنٹ کا کوئی آدمی اس موقع پر نہ آیا۔ اور پھر بعد میں بھی فرعونی حکومت آپ کو قتل کرنے کے ارادہ میں ناکام رہی اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی مصیبت کو دور کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد 7صفحہ 483-484)

''بائبل کہتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عبرانی اور مصری کے جھگڑے میں مصری کو عمداً مار ڈالا اور ریت میں چھپا دیا۔ جیسا کہ لکھا ہے:

''اس نے دیکھا کہ ایک مصری اس کے ایک عبرانی بھائی کو مار رہا ہے۔ پھر اس نے ادھر ادھر نگاہ کی اور دیکھا کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے۔ تو اس مصری کو جان سے مار کر اسے ریت میں چھپا دیا''۔

(خروج باب 3آیات 11-12)

مگر قرآن مجید فرماتا ہے فَوَجَدَ فِیْھَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ۔ ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ وَھٰذَا مِنْ عَدُوِّہٖ۔ فَاسْتَغَاثَہُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِہٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّہٖ فَوَکَزَہٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْہِ(القصص:16)۔ یعنی حضرت موسیٰؑ نے مصری کو صرف تنبیہ کے طور پر ایک مُکّا مارا۔ ان کا ارادہ قتل کا نہ تھا مگر وہ اتفاقاً مر گیا۔ گویا بائبل حضرت موسیٰؑ کو قاتل قرار دیتی ہے مگر قرآن مجید ان کی بریت کرتا ہے''۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

گویا بائبل حضرت موسیٰ پر قتل عمد کا الزام لگاتی ہے اور کہتی ہے کہ موسیٰ کا ارادہ ہی اسے مار ڈالنے کا تھا۔ چنانچہ اس نے احتیاط ملحوظ رکھتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھا تا کہ گرفت نہ ہو سکے اور پھر اسے قتل کر کے ریت میں چھپا دیا۔ مگر قرآن بتاتا ہے کہ موسیٰ نے جب دونوں کو لڑتے دیکھا تو موسیٰ خود بخود آگے نہیں بڑھے بلکہ پہلے ان کی قوم سے تعلق رکھنے والے فرد نے انہیں اپنی مدد کے لئے آواز دی۔ اس پر موسیٰ بغیر اِدھر اُدھر دیکھنے کے فوری طور پر اس کی مدد کو پہنچ گئے اور آپ نے مصری کو ایک گھونسہ مارا اور آپ کا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ اسے قتل کریں۔ مگر سوءِ اتفاق سے وہ کسی نازک مقام پر جا لگا اور اس کی موت واقع ہوگئی۔

پس قرآن کریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل عمد کے الزام سے بری ٹھہراتا ہے مگر بائبل جو موسیٰ کو خدا کا نبی بھی قرار دیتی ہے وہ بڑی دلیری سے کہتی ہے کہ موسیٰ نے جان بوجھ کر اس مصری کو قتل کیا''۔

(تفسیر کبیر جلد 7(سورۃ القصص) صفحہ 494)

واضح رہے کہ سورۃ القصص کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''یہ ایک کھلی کھلی کتاب کی آیات ہیں۔ ہم تیرے سامنے موسیٰ اور فرعون کی خبر میں سے حق کے ساتھ کچھ پڑھتے ہیں''۔ (القصص :3-4)

قرآن مجید نے انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کے صحیح صحیح حالات بیان کر کے ان واقعات کی متنازعہ حیثیت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا اور یوں عصمت انبیاء کے قیام کا انتظام قیامت تک ایک ''لوح محفوظ'' کے ذریعہ ہوگیا۔

اس زمانہ کے حکم وعدل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

''موسیٰ پر الزام مُکّا مارنے کا جو عیسائی لگاتے ہیں اس کی نسبت فرمایا کہ وہ گناہ نہیں تھا۔ ان کا ایک اسرائیلی بھائی نیچے دبا ہوا تھا۔ طبعی جوش سے انہوں نے ایک مُکّا مارا۔ وہ مر گیا۔ جیسے اپنی جان بچانے کے لئے اگر خون بھی کر دے تو وہ جرم نہیں ہوتا۔ موسیٰ کا قول قرآن شریف میں ہے ھٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ (القصص: 16) یعنی قبطی نے اسرائیلی کو عمل شیطان (فاسد ارادہ) سے دبایا ہوا تھا۔

(البدر جلد1 نمبر3 مورخہ 7 نومبر 1902ء صفحہ 15)
(زیر تفسیر سورۃ القصص آیت 16)

قارئین کرام ایک ہی مُکّے سے کسی شخص کے ہلاک ہونے کا واقعہ چاہے ہزاروں سال پہلے پیش آیا ہو یا ایک سال قبل اور چاہے ان تمام واقعات میں مُکّا مارنے والے کا ارادہ قتل عمد کا ہرگز نہ ہو بہرحال یہ واقعات ہمیں یہ سبق دینے کے لئے کافی ہیں کہ بعض دفعہ ایک ہی مُکّا (جو خواہ اشتعال کے نتیجہ میں لگایا گیا ہو یا پھر مذاق کرتے ہوئے ہی جڑ دیا گیا ہو) اگلے کی موت کا بھی باعث بن سکتا ہے۔

اسی لئے ان واقعات کا تدارک کرنے کے لئے آسٹریلیا میں لاکھوں ڈالر کے خرچ سے حکومت کی طرف سے ایک اشتہاری مہم چلائی جارہی ہے جس میں لوگوں کو بحث مباحثہ کے دوران ہاتھا پائی سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس سلسلہ میں ایک قانون سازی کی بھی تیاریاں ہو رہی ہیں اور اب "Onr Punch Law" لاگو کرنے کی تجویز دے دی گئی ہے۔ اس قانون کے نفاذ کے بعد ایسے افراد قابل مواخذہ گردانے جائیں گے جن کا ایک ہی مُکّا مضروب کی ہلاکت کا باعث بن گیا ہو خواہ مُکّا مارتے ہوئے ان کی نیت قتل عمد کی نہ بھی ہو۔

حقیقت تو یہ ہے کہ آج کی دنیا کو کسی نئی قانون سازی کی نہیں بلکہ سلامتی امن اور صلح وآشتی کے علمبردار مذہب اسلام کی حسین تعلیم کو قبول کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم، فرقان مجید کے ذریعہ بنی نوع انسان کو یہ نصیحت کی کہ ایک متقی انسان (جو ایک بہترین شہری ہوتا ہے) ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جو وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاس (آل عمران:135)۔ یعنی غصّہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔

محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلَمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَ یَدِہٖ'' ۔ یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (صحیح بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلمان کی اس تعریف اور معیار پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شفائے امراض

پیغمبر دنیا میں درحقیقت بیمار دلوں کے روحانی طبیب بن کر آتے ہیں مگر کبھی کبھی ارواح وقلوب کے معالجہ میں ان کو جسمانی امراض اور عوارض کا علاج بھی کرنا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کے معجزات کا وافر حصہ ملا تھا۔ غزوہ خیبر میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم عطا فرمانے کے لیے حضرت علی بن ابی طالب کو طلب فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی آنکھوں میں آشوب ہے اور یہ آشوب ایسا سخت تھا کہ سلمہ بن اکوع ان کا ہاتھ پکڑ کر لائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن مل دیا اور دم کر دیا اور وہ اسی وقت اچھی ہوگئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں۔